عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
# ختمِ نبوۃ
INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN
جلد: ۳۷ | ۶ تا ۱۲ ر شعبان ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۳ تا ۳۰ / اپریل ۲۰۱۸ء | شمارہ: ۱۶

## ملّی بقا اور دینی تحفظ کا مسئلہ

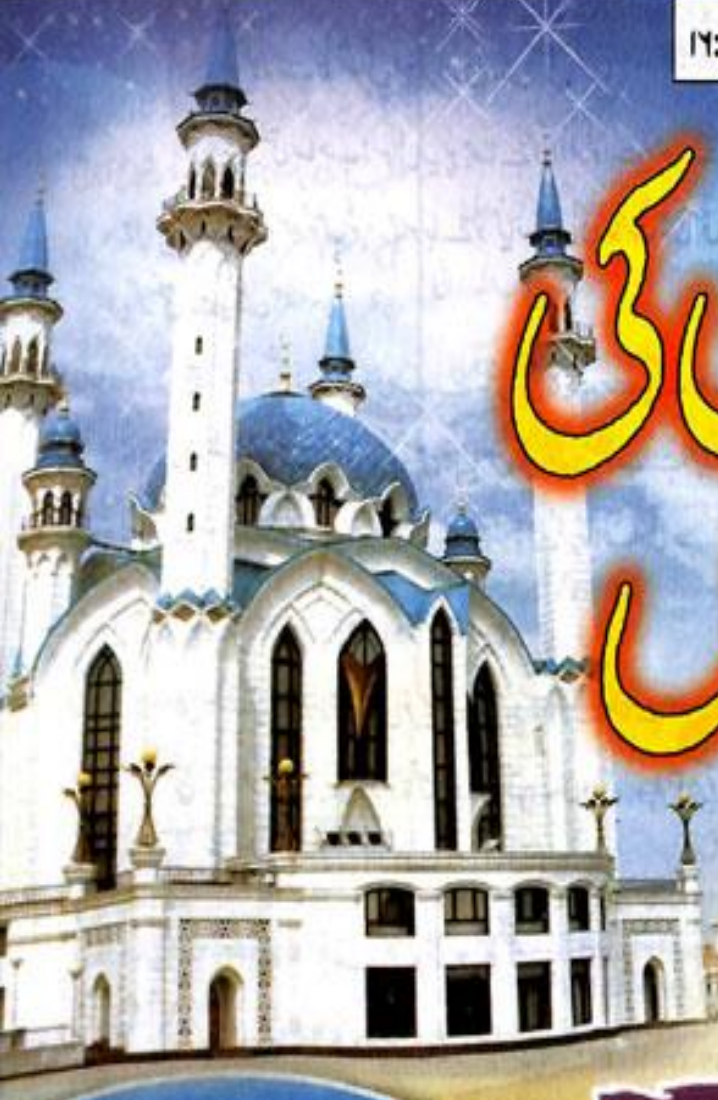

# ماہِ شعبان کی مُبارک گھڑیاں

## قادیانیوں کے حمایتی اداروں کے نام دو ٹوک پیغام

## مایوسی و ناامیدی ایمان کے منافی

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

## عورت کا شرعی معذوری میں سعی کرنا

س:...... مفتی صاحب! سوال یہ پوچھنا ہے کہ: اگر عورت کو عمرہ کے دوران طواف کے بعد حیض شروع ہوجائے تو کیا وہ حیض کی حالت میں سعی کرسکتی ہے یا نہیں؟

ج:...... واضح رہے کہ سعی کے لئے حیض یا جنابت سے پاک ہونا واجب اور ضروری نہیں، خواہ حج کی سعی ہو یا عمرہ کی، البتہ مستحب ہے، لہٰذا بصورت مسؤلہ مذکورہ عورت کے لئے سعی کرنا جائز تو ہے مگر خلاف اولیٰ ہے۔

## بیوی کو زکوٰۃ دینا

س:...... کیا مال دار شوہر اپنی غریب بیوی کو زکوٰۃ دے سکتا ہے؟

ج:...... شوہر اپنی بیوی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا، نہ ہی بیوی اپنے شوہر کو زکوٰۃ دے سکتی ہے۔

## عقیقہ کے گوشت کا حکم

س:...... کیا عقیقہ کا گوشت کسی غیر مسلم کو دیا جاسکتا ہے؟

ج:...... جی ہاں! دیا جاسکتا ہے۔

## بیوی کی وفات کے بعد سالی سے شادی کرنا

س:...... کیا بیوی کی وفات کے بعد سالی سے شادی کرنا جائز ہے؟ بعض لوگ اس کو بُرا سمجھتے ہیں، اس کی کیا حقیقت ہے؟

ج:...... اگر سالی کے ساتھ اور کوئی محرمیت کا رشتہ نہ ہو تو بیوی کے انتقال کے بعد اس کی بہن سے شادی کرنا بلاشک وشبہ جائز ہے۔ صحابہ کرامؓ کی سیرت طیبہ میں اس کی کئی ایک مثالیں موجود ہیں۔ حضرت عثمان بن عفانؓ کی سیرت سے ہر مسلمان بچہ واقف ہے۔ ان کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہونے کا شرف حاصل ہے، جب ان کی اہلیہ (حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا) کا انتقال ہوگیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اپنی دوسری صاحبزادی کا نکاح کرایا، اسی طرح انہیں دوہرے داماد ہونے کا شرف حاصل ہوا اور ان کو ذوالنورین کا کہنے کی وجہ بھی یہی ہے، بعض روایات سے تو یہاں تک ثابت ہے کہ جب آپ کی دوسری صاحبزادی کا انتقال ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ: ”اگر میری تیسری بیٹی (بغیر نکاح والی) بھی ہوتی تو میں ان کا نکاح بھی عثمانؓ سے کراتا۔“ لہٰذا اس کو بُرا سمجھنا دین سے ناواقفیت اور دوری کا نتیجہ ہے اور کچھ نہیں۔

## قضائے حاجت کے لئے احرام کھولنا جائز ہے

س:...... میرا سوال عمرہ کے دوران احرام سے متعلق ہے۔ وہ یہ کہ جب ہم احرام باندھ لیتے ہیں، اس کے بعد قضائے حاجت وغیرہ کے لئے اسے کھول سکتے ہیں یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ احرام کھولنا نہیں چاہئے، مگر احرام پہننے ہوئے قضائے حاجت وغیرہ کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اب کیا کرنا چاہئے؟

ج:...... قضائے حاجت کے لئے احرام کھولنا جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ

# ختم نبوۃ

## مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۷ ۶ تا ۱۳ رشعبان المعظم ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۳ تا ۳۰ راپریل ۲۰۱۸ء شمارہ:۱۶

### سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

### مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

### نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

### مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

### معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

### قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

### سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

### تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان


## اس شمارے میں!


| | | |
|---|---|---|
| کشمیر، افغانستان اور شام میں تازہ بربریت | ۵ | محمد اعجاز مصطفیٰ |
| ماہِ شعبان کی مبارک گھڑیاں | ۷ | مولانا شمس الحق ندوی |
| ملی بقا اور دینی تحفظ کا مسئلہ | ۹ | مولانا خالد سیف اللہ رحمانی |
| مایوسی وناامیدی ایمان کے منافی | ۱۲ | مولانا سید صہیب حسینی |
| قادیانیوں کے حمایتی اداروں کے نام پیغام... | ۱۵ | مولانا زاہد الراشدی مدظلہ |
| علماء کنونشن گجرات میں مولانا اللہ وسایا کا خطاب (۳) | ۲۰ | ادارہ |
| مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی کا دورہ کراچی | ۲۲ | مولانا محمد کلیم اللہ نعمان |
| نزول عیسیٰ علیہ السلام (۱۸) | ۲۵ | حافظ عبیداللہ |


## بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ


### زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا:۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ:۷۵ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک:۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی:۲۲۵ روپے، سالانہ:۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(اعزیمٹل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(اعزیمٹل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.



رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون:۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس:۳۲۷۸۰۳۴۰
*Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)*
*Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi*
*Ph:32780337, Fax:32780340*

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون:۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
*Ph:061-4783486*

لندن آفس:
35.Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199


ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

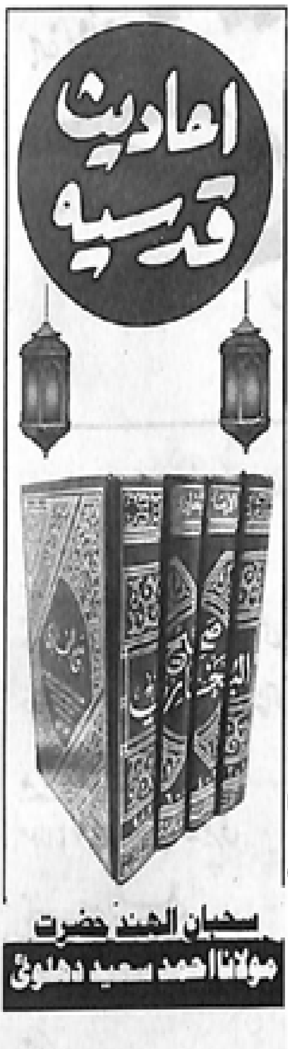


## تسبیح، تحمید، استغفار اور درود شریف

حدیث قدسی ۱۹: حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گاؤں کے آدمی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے اعرابی! جب تو کہتا ہے سبحان اللہ! تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تو نے سچ کہا، اور جب تو کہتا ہے: الحمدللہ! تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے تو نے سچ کہا، اور جب تو کہتا ہے: ”لا الٰہ الا اللہ“ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تو نے سچ کہا، اور جب تو کہتا ہے: اللہ اکبر، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تو نے سچ کہا، اور جب تو کہتا ہے: اللّٰھم اغفرلی یعنی اے اللہ! مجھ کو بخش دے، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے بخش دیا اور جب تو کہتا ہے: اللّٰھم ارحمنی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے رحم کیا، اور جب تو کہتا ہے: اللّٰھم ارزقنی (یعنی اے اللہ! مجھ کو رزق دے) تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے ایسا ہی کر دیا۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

حدیث قدسی ۲۰: حضرت ام رافع رضی اللہ عنہا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطاب کر کے فرمایا: اے اُم رافع! جب تم نماز کا ارادہ کیا کرو تو سبحان اللہ دس بار، الحمدللہ! دس بار، لا الٰہ الا اللہ دس بار اور اللہ اکبر دس بار، استغفر اللہ دس بار پڑھ لیا کرو، جب تم سبحان اللہ کہو گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ میرے لئے ہے، اور جب تم الحمدللہ! کہو گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ میرے لئے ہے، اور جب لا الٰہ الا اللہ کہو گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ میرے لئے ہے، اور جب تم استغفر اللہ کہو گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے تیری مغفرت کر دی۔ (ابن السنی)

حدیث قدسی ۲۱: حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ام سلیمؓ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اے ام سلیم! جب تم فرض نماز پڑھا کرو تو نماز کے بعد دس بار سبحان اللہ، دس بار الحمدللہ، دس بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو، پھر اللہ تعالیٰ سے جو چاہو مانگا کرو، اللہ تعالیٰ تین مرتبہ قبول کرنے کا اقرار کرتا ہے۔ (ابو یعلی) یعنی یہ وظیفہ پڑھ کر دعا مانگو گے تو دعا قبول ہوگی۔

حدیث قدسی ۲۲: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاذ! تم جانتے ہو: ”لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ“ کی تفسیر کیا ہے؟ اللہ کی نافرمانی سے پھیرنے اور اللہ کی اطاعت بجالانے کی قوت اور طاقت سوائے خدا کے کسی میں نہیں۔ یہ تفسیر مجھ سے جبرئیل علیہ السلام نے اللہ رب العزت سے سن کر بیان کی ہے۔ (دیلمی)

## نماز اور معذورین

س:...... فقہی لحاظ سے اگر کوئی معذور ہو تو نماز کی ادائیگی کے حوالے سے شریعت کی کیا تعلیم ہے؟

ج:...... نماز کے حوالے سے فقہی لحاظ سے معذوروں کی دو قسمیں ہیں:

ا:... وہ معذور جو دوران نماز اپنا وضو برقرار نہیں رکھ پاتے۔ ان لوگوں کو کوئی ایسا مرض لگا ہوا ہوتا ہے (مثلاً ہوا کا خارج ہوتے رہنا، مسلسل پیشاب کے قطرے بہتے رہنا، لیکوریا وغیرہ) جو وضو توڑ دیتا ہے جبکہ باوضو ہو کر نماز پڑھنا نماز کی قبولیت کی لازمی ضرورت ہے۔ ایسے مریضوں کے حوالے سے شرعی تعلیم یہ ہے کہ ہر نماز کے موقعے پر اس نماز کے پڑھنے کا وقت جیسے ہی داخل ہو اور وہ عذر اس وقت موجود نہ ہو تو بلا تاخیر باوضو ہو کر فرض و واجب رکعات ادا کر لے۔ اگر عذر اس وقت موجود ہو تو وقت ختم ہونے سے پہلے تک عذر ختم ہونے کا انتظار کر لے اگر نماز ادا کئے جانے کے پورے وقت میں اس عذر کے بغیر اتنا بھی موقع نہ مل سکے کہ باوضو ہو کر اس وقتی نماز کو نماز میں پائے جانے والے فرائض و واجبات کے ساتھ ادا کر سکے تو ایسا شخص معذور کہلاتا ہے اور اس عذر کی وجہ سے اس معذور کا وضو نہیں ٹوٹے گا، لہٰذا یہ باوضو ہو کر اس عذر کے ساتھ ہر وقت کی فرض نمازوں کو ان کی ادائیگی کے اوقات میں ادا کرتا رہے (یعنی اس عذر کے باوجود نماز معاف نہیں ہوگی) بس یہ ہر نماز کے وقت نیا تازہ وضو کر کے نہ صرف اس وقت کی فرض نماز پڑھ سکتا ہے، بلکہ اس وقت کے اندر اگر وضو ٹوٹنے کی کوئی دوسری وجہ نہ پیش آ جائے تو اس وضو سے فرض، واجب، سنت، نفل نمازیں، قضا نمازیں، نماز جنازہ، طواف بیت اللہ، قرآن مجید کو چھونے، سجدۂ تلاوت جیسے تمام اعمال کر سکتا ہے، البتہ اگلی نماز کا وقت داخل ہونے پر ایسے شخص کو پچھلا وضو ہونے کے باوجود نیا تازہ وضو کرنا ہوگا (گویا اس عذر کے ساتھ کئے ہوئے پچھلے وضو کی مدت مکمل ہوگئی) شرعی لحاظ سے ایسا شخص اس عذر سے وضو ٹوٹنے کے حوالے سے اس وقت تک معذور سمجھا جاتا رہے گا، جب تک کہ کسی بھی نماز کی ادائیگی کے ابتدائی سے انتہائی تک کے مکمل وقت میں ایک مرتبہ بھی یہ عذر پیش آئے لیکن اگر کسی بھی ایک نماز کی ادائیگی کا مکمل وقت گزر جائے اور ایک مرتبہ بھی یہ عذر پیش نہ آئے تو اب یہ شخص معذور نہ رہا۔ اب اس عذر کی وجہ سے دوسرے لوگوں کی طرح اس کا وضو بھی ٹوٹ جایا کرے گا، یہاں تک کہ معذوری والی پچھلی صورت حال دوبارہ نہ لوٹ آئے۔ (جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفی

# کشمیر، افغانستان اور شام میں تازہ بربریت

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اللہ تبارک وتعالیٰ کا مسلمانوں پر بہت بڑا فضل اور انعام ہے کہ حضور اکرم ﷺ جیسا ہمدرد، غم خوار، مونس اور شفیق ہادی ورہنما عطا فرمایا۔ آپ ﷺ نے ایک انسان کو پیدائش سے موت تک پیش آنے والے تمام حالات، واقعات اور معاملات کھول کھول کر بتادیے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

''میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں، جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے گمراہ نہیں ہوگے: ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور دوسری چیز اللہ تعالیٰ کے رسول کی سنت ہے۔'' (رواہ فی الموطا، مشکوٰۃ:۳۱)

یعنی مسلمان جب تک قرآن کریم کے احکامات اور حضور ﷺ کی تعلیمات پر عمل پیرا رہیں گے تو صحیح راستے پر رہیں گے اور اگر انہوں نے ان پر عمل کرنا چھوڑ دیا تو سیدھے راستے سے بھٹک جائیں گے۔

آج کی دنیا اور آج کے حالات میں ہم مسلمان بحیثیت حکمران ہوں یا بحیثیت قوم اور فرد، ٹھنڈے دل ودماغ سے سوچیں کیا ہم سیدھے راستے کو چھوڑے ہوئے نہیں ہیں؟ کیا ہمیں اپنوں اور غیروں میں، اہل حق اور اہل باطل میں فرق نظر آرہا ہے؟ اور یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ کہیں ہم صحیح اور غلط میں امتیاز کی صلاحیت اور استعداد سے محروم تو نہیں ہوگئے؟ آپ ﷺ کا تو ارشاد ہے:

۱:- ''تم مومنوں کو آپس میں رحم دلی، محبت اور شفقت میں ایک جسم کی طرح دیکھو گے، جب ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو سارے جسم میں تکلیف اور بخار محسوس ہوتا ہے۔'' (متفق علیہ، مشکوٰۃ:۴۲۲)

۲:- ''تمام مومن ایک شخص کی طرح ہیں، اگر اس کی آنکھ میں تکلیف ہوتی ہے تو پورا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے اور اگر اس کے سر میں تکلیف ہوتی ہے تو اس کا سارا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے۔'' (رواہ مسلم، مشکوٰۃ:۴۲۲)

۳:- ''ایک مومن دوسرے مومن کے لئے عمارت کی طرح ہے، جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کی مضبوطی کا باعث ہوتا ہے۔'' (متفق علیہ، مشکوٰۃ:۴۲۲)

علوم قرآن اور علوم دین کے طلبہ کے لئے جہاں حضور اکرم ﷺ نے فضائل بتلائے ہیں، وہاں حضور اکرم ﷺ کے ان علوم دین کے طلبہ کے لئے خیر کی وصیت بھی فرمائی ہے، جیسے حضور اکرم ﷺ نے اس حدیث میں ارشاد فرمایا:

۱:- ''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ تمہارے پیچھے آئیں گے اور کچھ لوگ تمہارے پاس دین کی سمجھ حاصل کرنے کے لئے زمین کے اطراف سے آئیں گے، تو تم ان کے متعلق بھلائی کا معاملہ کرنا۔'' (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ:۳۴)

۲:- ''کثیر بن قیس سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ: میں دمشق کی مسجد میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھا تھا، ایک شخص آیا، اور کہا: اے ابودرداء! میں آپ کے پاس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر سے ایک حدیث (سننے) کے لئے آیا ہوں جس کے بارے میں مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کی طرف منسوب کر کے بیان کرتے ہیں۔ میں کسی اور کام کے لئے نہیں آیا۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: جو شخص کسی راستے پر علم حاصل کرنے کے لئے چلا، تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے راستوں میں سے ایک راستے پر چلا دیتے ہیں اور فرشتے طالب علم کی خوشی کے لئے اپنے پر بچھاتے ہیں اور عالم کے لئے آسمان وزمین کی مخلوقات اور مچھلیاں پانی میں دعا کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودہویں رات کے چاند کی فضیلت باقی ستاروں پر۔ اور علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں اور انبیاء علیہم السلام دینار اور درہم کا وارث نہیں بناتے، وہ علم کا وارث بناتے ہیں، پس جو علم حاصل کرے گا تو وہ مکمل حصہ حاصل کرے گا۔" (رواہ احمد والترمذی وابوداؤد وابن ماجہ والدارمی، بحوالہ مشکوٰۃ، ص:۳۴)

۳:- "اللہ تبارک وتعالیٰ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دین میں سمجھ بوجھ عطا فرما دیتے ہیں اور میں تو صرف (علوم خیر) تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا ہے۔" (متفق علیہ، مشکوٰۃ:۳۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "جب عالم فوت ہو جاتا ہے تو اسلام میں دراڑیں پڑ جاتی ہیں، ایسی دراڑیں کہ ان کو اس جیسا بعد میں آنے والا عالم ہی بند کر سکتا ہے۔" (التذکر وفی الوعظ، ج:۱، ص:۵۶)

کیا آج کے حالات میں ہم اپنے مسلمان بھائیوں پر ظلم وستم اور ان کے کرب ودرد کو اپنا کرب اور درد محسوس کر رہے ہیں؟! کیا کفار کے مقابلہ میں ہم ان کے لئے کسی بھی اعتبار سے مضبوطی، ڈھال اور سہارے کا کام دے رہے ہیں؟! اگر نہیں تو کیوں؟! آخر کیا وجہ ہے کہ فلسطین کے مسلمان اپنی زمین اور اپنے ملک میں "یوم ارض فلسطین" منانے کے لئے ایک جگہ جمع ہوتے ہیں تو ان پر اسرائیل وحشیانہ بمباری کر کے درجنوں مسلمانوں کو شہید اور سینکڑوں کو زخمی اور معذور کر دیتا ہے۔ مقبوضہ کشمیر میں انڈین وحشی فورسز نہتے دو درجن سے زائد کشمیری نوجوانوں پر آگ وبارود برسا کر ان کو موت کے گھاٹ اُتار دیتی ہے۔ بشار الاسد کی بھیڑیا صفت فوج نے شام کے مسلمانوں پر کیمیائی اور مہلک اسلحہ کا استعمال کر کے ایک سو سے زائد بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو ابدی نیند سلا دیا۔ ادھر افغانستان میں امریکی کٹھ پتلی حکومت اور فورسز نے صوبہ قندوز کے ایک مدرسہ "جامعہ ہاشمیہ عمریہ" کی تکمیل حفظ قرآن کی تقریب پر فضائی حملہ کر دیا، جس کے نتیجے میں ڈیڑھ سو سے زائد معصوم طلبہ اور ان کے لواحقین شہید اور تین سو سے زائد انسان زخمی ہو گئے۔ ان معصوم طلبہ کے ہاتھوں میں قرآن، سر پر دستاریں، گلے میں پھولوں کے ہار اور ان کو ملنے والے تحائف بھی ان کی لاشوں اور جسم کے ٹکڑوں کے ساتھ پائے گئے۔

اس خون ریزی اور ظلم وستم پر بطور احتجاج دوسرے اسلامی حکمرانوں کے علاوہ نہ ہمارے صدر صاحب نے کوئی بیان جاری کیا اور نہ ہی ہمارے وزیراعظم صاحب نے کوئی احتجاج کیا۔ نہ ہی ہماری مقتدر قوتوں نے کوئی پیغام دیا اور نہ ہی ہمارے میڈیا نے اس اندوہناک واقعہ پر کوئی خبر چلائی۔ آخر کیوں؟ صرف اس لئے کہ مرنے والے قرآن کریم کے حافظ وقاری اور ایک دینی مدرسہ کے طالب علم تھے، ان کے سروں پر پگڑیاں تھیں اور ان کا تعلق دین اسلام سے تھا؟!

میرا خیال یہ ہے کہ اگر اس خونی واقعہ اور اس ظلم وبربریت پر مسلم حکمرانوں کو کوئی احساس نہیں یا اس پر کوئی ندامت، ملال یا دلی طور پر کوئی تکلیف نہیں ہوئی تو ایسے لوگوں کو ذرا اپنے گریبانوں میں بھی جھانک لینا چاہئے کہ آیا ان کے دل میں ایمان بھی رہا ہے کہ نہیں۔

ان واقعات میں حکمرانوں کے طرز عمل سے یہ بات بدیہی طور پر عیاں ہو چکی ہے کہ اسلامی ممالک کے حکمران، مسلم عوام کی نمائندگی کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ یہ صرف اپنی اپنی حکومتیں اور بادشاہتیں بچانے کے چکر میں کفار واغیار کے اشارۂ ابرو کے منتظر رہتے ہیں، یا یہ اپنے اپنے ممالک کی عوام کے نمائندہ نہیں، بلکہ غیروں نے ان کو مسلمانوں پر مسلط کیا ہے اور یہ سب کے سب اپنے انہیں آقاؤں کے اشاروں پر چلتے ہیں اسی وجہ سے ہر جگہ مسلمانوں کا قتل عام اور انہیں موت کے گھاٹ اُتارا جا رہا ہے۔ ان کی اس خاموش پالیسی سے تو یوں ظاہر ہوتا ہے جیسے کسی نے کہاوت کہی ہے کہ: ایک بار ایک شکاری جنگل سے ایک تیتر پکڑ کر لاتا ہے اور اسے اپنے گھر میں ایک الگ پنجرے میں رکھتا ہے اور خوب کاجو، کشمش اور بادام کھلاتا ہے، جب تیتر بڑا ہو جاتا ہے تو اسے پنجرے کے ساتھ ہی لے کر جنگل کی طرف جاتا ہے، وہاں جال بچھاتا ہے اور تیتر کو وہیں پنجرے میں رکھ کر خود جھاڑی کے پیچھے چھپ جاتا ہے اور تیتر سے بولتا ہے کہ "بول بیٹا بول" تیتر اپنے مالک کی

(باقی صفحہ:۱۸ پر ملاحظہ فرمائیں)

# ماہِ شعبان کی مبارک گھڑیاں

مولانا شمس الحق ندوی

شعبان المعظم کا مبارک مہینہ بڑی خیر و برکت کا مہینہ ہے۔ ہم مسلمانوں کو یہ دیکھنا اور جاننا ضروری ہے کہ اللہ کے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ماہِ مبارک میں کیا معمولات ہوتے تھے؟ وہ اس خیر و برکت سے فائدہ اٹھانے کا کتنا اہتمام فرماتے تھے تاکہ ہم بھی اس کی خیر و برکت سے فائدہ اٹھا کر آخرت کی دائمی زندگی کو کامیاب بناسکیں اور اس وقت جب نفسی نفسی کا عالم ہوگا ایسا کہ اس کے غم و خوف سے بچہ بوڑھا ہوجائے اور حمل والیوں کے حمل خوف و گھبراہٹ میں گر جائیں، دودھ پلاتی ماں اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائے، اس کا ہوش نہ رہے، لوگ حواس باختہ اس طرح گھبرائے ہوئے ہوں گے جیسے وہ نشہ کی حالت میں ہوں، حالانکہ وہ نشہ میں نہیں ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کا عذاب اتنا سخت ہوگا کہ ہوش و حواس اڑ جائیں گے، کسی کو کسی کا ہوش نہ ہوگا، اپنی اپنی جان کے لالے پڑے ہوں گے، بھائی بھائی سے بھاگے گا، اپنی ماں اور باپ سے بھاگے گا، اپنی بیوی بچوں سے بھاگے گا، ہر شخص کا یہ حال ہوگا کسی اور کا ہوش ہی نہ ہوگا، اس دن سارے بادشاہوں کی بادشاہی، وزراء و حکام اور افسران کے اختیارات چھن چکے ہوں گے اور:

''ہائے افسوس ہم نے اس دن کے مالک کے حکموں کے ماننے میں کوتاہی کی۔''

لیکن اس خوفناک دن اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کو اپنانے والوں کے آرام و راحت کا یہ عالم ہوگا کہ جنتی لوگ پھل فروٹ کھا رہے ہوں گے، لذیذ کھانوں کا لطف لے رہے ہوں گے وہ اور ان کی بیویاں آرام دہ پُر بہار سائے میں مسہریوں پر آرام سے بیٹھے ہوں گے اور ان کو مہربان اور اپنے مومن بندوں سے پیار کرنے والے آقا کا سلام پہنچے گا۔

> اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شعبان میرا مہینہ ہے، اس مہینہ میں جو بندہ بھی تین روزے رکھتا ہے اور افطار کے وقت مجھ پر تین بار درود بھیجتا ہے، اس کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں، رزق میں برکت ہوتی ہے۔''

تصویر کے یہ دونوں رُخ سامنے آجانے کے بعد شعبان کی مبارک گھڑیوں سے فائدہ اٹھانے کی کس جی جان سے کوشش کرنا چاہئے۔ شعبان ہی کے مہینہ میں شق القمر کا معجزہ پیش آیا تھا، اس ماہ کی دعائیں قبول ہوتی ہیں، نیک اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچائے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''شعبان میرا مہینہ ہے، اس مہینہ میں جو بندہ بھی تین روزے رکھتا ہے اور افطار کے وقت مجھ پر تین بار درود بھیجتا ہے، اس کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں، رزق میں برکت ہوتی ہے۔''

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شعبان سے زیادہ کسی مہینہ میں روزہ رکھتے نہیں دیکھا۔''

ایک روایت میں ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم پورے شعبان روزہ رکھتے تھے یا شعبان کے چند دنوں کو چھوڑ کر باقی پورا مہینہ روزہ رکھتے تھے۔''

شعبان کی پندرھویں رات میں موت کا دن متعین ہوتا ہے اور رزق تقسیم ہوتا ہے، سارے عالم پر رحمت خداوندی سایہ فگن ہوتی ہے، سورۂ دخان کی آیات میں شعبان کی رات کا اس طرح ذکر ہے:

''اسی رات میں تمام حکمت کے کام کئے جاتے ہیں (یعنی) ہمارے حکم سے، بے شک ہم ہی پیغمبر کو بھیجتے ہیں، یہ پروردگار کی رحمت ہے وہ تو سننے والا اور جاننے والا ہے جو کہ آسمانوں اور زمین

کا اور جو کچھ ان دونوں میں ہے، سب کا مالک ہے، بشرطیکہ تم لوگ یقین کرنے والے ہو۔"

ایسے مبارک مہینہ کی خیر و برکت حاصل کرنے میں سستی وکوتاہی نہیں کرنی چاہئے، ہماری زندگیوں کا انجام موت ہے، ہم جتنے دن رات اعزا واقربا کے درمیان گزار رہے ہیں، یہ گزرنے والے دن رات ہم کو قبر کی تنہائی سے قریب کرتے جارہے ہیں، زندگی کی بھلائی اور بہتری تو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں ہے۔

جب حقیقت حال یہ ہے تو ہمیں اگلی زندگی کی کتنی فکر کرنا چاہئے اور اس کو کامیاب بنانے کے لئے خیر و برکت کی جو گھڑیاں بھی حاصل ہوں، ان سے پورا فائدہ اٹھانا چاہئے، جو شخص خیر و برکت کے دنوں سے فائدہ اٹھاتا ہے، وہ دنیا و آخرت دونوں جہاں کی پریشانیوں سے اللہ تعالیٰ کے حفظ و امان میں ہوتا ہے۔

ایسے مبارک مہینہ کی خیر و برکت حاصل کرنے میں سستی وکوتاہی نہیں کرنی چاہئے، ہماری زندگیوں کا انجام موت ہے، ہم جتنے دن رات اعزا واقربا کے درمیان گزار رہے ہیں، یہ گزرنے والے دن رات ہم کو قبر کی تنہائی سے قریب کرتے جارہے ہیں، زندگی کی بھلائی اور بہتری تو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں ہے۔

شعبان کی پندرھویں رات خاص طور سے بہت بابرکت رات ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو نوازنے کے لئے طرح طرح کی مبارک گھڑیاں، دن رات اور مہینے مقرر فرما رکھے ہیں تو شیطان اس نوازش کو دیکھ کر کیسے چین سے بیٹھے گا، وہ مومن بندوں کو بہکانے اور اللہ تعالیٰ کی نوازشات سے محروم کرنے کے لئے اپنے داؤ چلائے گا، ان مبارک گھڑیوں سے ان کو محروم کرنے کے لئے ان کو کھیل تماشے میں لگا دے گا، پٹاخے داغنے، گانے بجانے، قبروں پر مردوں وعورتوں سب کا میلہ لگانے کا بہکاوا دے گا، وہ رقم جو اس رات غریبوں، مسکینوں، یتیموں، بیواؤں کی مدد میں خرچ ہوتی، اس کو تماشاؤں کا بہکاوا دے کر برباد کرنے کی جان توڑ کوشش کرے گا، اللہ تعالیٰ سورۂ یٰسین میں فرماتا ہے:

"اے آدم کی اولاد! کیا ہم نے تم سے یہ عہد نہیں لیا کہ شیطان کو نہ پوجو وہ تو تم کو گمراہ کرنے والا تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔"

لہٰذا ہم کو یہ دیکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو کیا سکھایا، بتایا اور عمل کرکے دکھایا ہے، ہم اس کو چھوڑ کر جو طریقہ بھی اپنائیں گے، وہ شیطان کے بہکانے اور گمراہ کرنے والا طریقہ ہوگا۔

اللہ کے رسول اس رات قبرستان جاکر اہل قبور کے لئے دعا فرماتے تھے، ہم کو بھی اہل قبور کے ایصال ثواب کا یہ طریقہ اپنانا چاہئے، لیکن میلہ اور تماشے کی شکل میں نہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ:

"مُردوں کا حال ڈوبنے والے شخص کی طرح ہوتا ہے، وہ فریادی ہوتے ہیں، جب ان کو ایصال ثواب کیا جاتا ہے تو بالکل پہاڑ کی شکل میں ان کو پہنچتا ہے۔"

جب حقیقت یہ ہے تو ہم کو اہل قبور کے ایصال ثواب کا کتنا اہتمام کرنا چاہئے، کل ہم بھی انہیں کے اہل قبور میں شامل ہوں گے، جب ہم ان کو ایصال ثواب کریں گے تو اس کی اقتدا میں ہمارے بعد والے ہم کو ایصال ثواب کریں گے۔

مرنے کے بعد عمل کا دروازہ بند ہوجاتا ہے، اب میت کو وہی ملے گا جو اس کے لئے دعائیں کی جائیں اور ایصال ثواب کیا جائے یا اس نے صدقہ جاریہ کا کوئی کام کیا ہو، مسجد بنوائی ہو، نیک اولاد چھوڑ کر گیا ہو، اپنے خرچہ سے کسی کو حافظ عالم بنایا ہو یا اس طرح کے دوسرے نیک کام جن کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

لہٰذا ہمیں اپنا مال ایسے کاموں میں لگانا چاہئے نہ کہ ان کاموں میں جو شیطان ہم کو سجھائے اور بتائے، اللہ کے رسول کے بتائے ہوئے طریقہ کے خلاف خرچ کرنا گناہ کبیرہ ہے، اللہ تعالیٰ نے بے جا مال خرچ کرنے والوں کو شیطان کا بھائی بتایا ہے:

"فضول خرچی کرنے والا تو شیطان کے بھائی ہیں۔" (بنی اسرائیل)

لہٰذا ہم کو اس سے بہت بچنا چاہئے۔ ہمارے بے پڑھے عوام جو محنت و مشقت سے روزی حاصل کرتے ہیں، وہ جو کچھ آنکھ سے دیکھتے ہیں اسی کو دین سمجھتے ہیں، ان کو کچھ خبر نہیں ہوتی، لہٰذا پڑھے لکھوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ ان کو شعبان کے مبارک مہینہ میں جو غلط رسمیں پھیلی ہوئی ہیں، اپنے قریب کے لوگوں کو جن سے اکثر ملنا جلنا ہوتا ہے، ان غلط رسموں سے روکیں، ان بے پڑھے لکھے اور نچلے طبقہ کے لوگوں کا تھوڑا عمل بھی اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑی قیمت رکھتا ہے، ان کو سکھانے اور بتانے کا اور صحیح راہ پر لگانے کا اتنا ثواب ہے جیسے کسی کو سرخ اونٹنی مل جائے جو عربوں میں سب سے قیمتی سمجھی جاتی تھی۔

لہٰذا اگر ہم شعبان المعظم کی خیر و برکات کے حاصل کرنے کے ساتھ لوگوں کے سکھانے اور بتانے کا بھی یہ اجر حاصل کریں، تو نور علیٰ نور۔

☆☆..............☆☆

# ملی بقا اور دینی تحفظ کا مسئلہ

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

ایمان کچھ حقیقتوں کو ماننے کا نام ہے، جن میں سب سے اہم اللہ پر، رسول پر، اللہ کی کتاب پر اور آخرت پر ایمان لانا ہے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایمانیات ہی پر زور نہیں دیا، بلکہ عبادات، معاملات اور زندگی کے تمام شعبوں میں اپنی ہدایات سے سرفراز فرمایا اور پوری قوت اور تاکید کے ساتھ اُمت مسلمہ کو ان تعلیمات پر کار بند رہنے کی تلقین فرمائی، کیوں کہ کسی قوم کے لئے اپنے تشخص کو برقرار رکھنا صرف عقیدہ کے ذریعہ ممکن نہیں؛ بلکہ تہذیب و معاشرت کو بھی اس میں بڑا دخل ہے، ہندوستان میں کتنی ہی قومیں ہیں، جو آج ہندو قوم کا حصہ بن چکی ہیں، وہ اعتقادی اور نظریاتی اعتبار سے اپنا الگ وجود رکھتی ہیں؛ لیکن انہوں نے دوسری قوموں سے سماجی اور تہذیبی فاصلہ قائم نہیں رکھا، رہن سہن، لباس و پوشاک، خورد و نوش، شادی بیاہ، خوشی اور غم کی تقریبات وغیرہ میں انہوں نے اپنا رنگ برقرار نہیں رکھا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آہستہ آہستہ انہوں نے اپنا تشخص کو کھو دیا اور آج ہندو قوم ان کو اپنا ایک حصہ تصور کرتا ہے۔

اس وقت پوری دنیا میں اس بات کی کوشش کی جارہی ہے، کہ مسلمانوں کو ان کے مذہبی تشخص سے محروم کر دیا جائے، کیوں کہ جب کوئی قوم اپنی سماجی انفرادیت سے محروم ہو جاتی ہے، تو وہ آہستہ آہستہ دین و مذہب ہی سے اپنا رشتہ توڑ لیتی ہے اور اگر وہ کسی دوسرے مذہب کے دائرہ میں داخل نہ ہو، جب بھی الحاد و انکار کا راستہ اختیار کر لیتی ہے، یا کم سے کم وہ مذہب کے بارے میں غیر سنجیدہ رویہ اختیار کر لیتی ہے، غیر سنجیدہ رویہ سے مراد یہ ہے کہ مذہب سے اس کی کوئی ذہنی اور فکری وابستگی نہیں ہوتی؛ البتہ وہ اسے ایک خاندانی روایت سمجھ کر ڈھوتی رہتی ہے، مذہبی

> **اس وقت پوری دنیا میں اس بات کی کوشش کی جارہی ہے کہ مسلمانوں کو ان کے مذہبی تشخص سے محروم کردیا جائے، کیونکہ جب کوئی قوم اپنی سماجی انفرادیت سے محروم ہو جاتی ہے، تو وہ آہستہ آہستہ دین و مذہب ہی سے اپنا رشتہ توڑ لیتی ہے**

اقدار پر اس کا کوئی یقین نہیں ہوتا، البتہ خاندانی روایت کے تحت خاص خاص مذہبی تقریبات اور تہواروں میں اس کی شرکت ہو جاتی ہے اور گاہے گاہے کچھ عبادات کی توفیق میسر آجاتی ہے، لیکن حلال و حرام، معاملات، کسب معاش اور سماجی زندگی میں مذہب کے لئے کوئی خانہ نہیں ہوتا، اسی کیفیت کو میں نے "تہذیبی ارتداد" سے تعبیر کیا ہے۔

یہ ارتداد بے پاؤں آتا ہے، غیر محسوس طریقہ پر داخل ہوتا ہے اور ایسا میٹھا زہر بن کر حلق سے اترتا ہے کہ زہر کھا کر بھی انسان تحسین و آفریں کے کلمات کہہ اُٹھتا ہے، یہ ارتداد نہ سوئے ہوؤں کو جگاتا ہے، نہ غافلوں کو متوجہ کرتا ہے، نہ فکر مند دلوں میں تلاطم پیدا کرتا ہے، نہ قلب و ذہن کو جھنجھوڑتا ہے اور نہ اس کی وجہ سے سماج میں کوئی ہلچل پیدا ہوتی ہے، یہ اس بیماری کی طرح ہے، جو بہ ظاہر ہلکی ہو؛ لیکن بہ تدریج انسان کو موت کی طرف لے جائے اور یہ ایسا نشہ ہے کہ متوال خود قتل کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے، اس لئے اس ارتداد کو خوب سمجھنے، اس کے اسباب پر نظر رکھنے اور اس کے نتائج و عواقب پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

اس وقت پوری دنیا جو بنیادی طور پر یہودی دماغ اور یہودی منصوبہ بندی کی آلۂ کار بنی ہوئی ہے اور اس کے اشارۂ چشم و ابرو پر رقصاں ہے، اس بات کے لئے کوشاں ہے کہ اگر مسلمانوں کو کھلے عام مرتد نہیں کیا جاسکتا، تو ان پر ایسی زبردست تمدنی یلغار کر دی جائے کہ وہ خوشی خوشی تہذیبی ارتداد کو قبول کر لیں اور اس مقصد کے لئے اتنے طاقتور حربے استعمال کئے جارہے ہیں کہ بہ ظاہر اس سے زیادہ دور رس اور قوی و موثر کوئی اور ذریعہ نہیں، ٹی وی نے اس رفتار کو بہت تیز کر دیا ہے اور ڈش انٹینا کی وجہ سے مسلمان ملکوں

اور مشرقی ملکوں میں ایسے فحش پروگرام کا ایک طوفان سا آ گیا ہے کہ جن کا اسلام اور مسلم سماج میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا، اب انٹرنیٹ نے اس تہذیبی یلغار کو مزید طاقت ور بنا دیا ہے اور ایک ایسی چیز جو بہترین تعمیری اور تعلیمی مقاصد کے لئے استعمال ہو سکتی تھی، انتہائی تخریبی اور غیر اخلاقی مہم جوئی کا آلۂ کار بنی ہوئی ہے، اب جونئی معاشی اصلاحات کا عمل پوری دنیا میں جاری ہے اور ''عالمیانے'' کی نئی اصطلاح شروع ہوئی ہے، اس کے نتیجہ میں مغربی صحافت، مغربی لٹریچر اور مغربی کمپنیوں کے وساطت سے مخرب اخلاق غذائی اور غیر غذائی اشیاء کی آمد کا ایک سیل بلاخیز جاری وساری ہے۔

اس وقت اس منصوبہ کے نقوش مشرقی علاقوں میں اور مسلم ملکوں میں نہایت واضح طور پر دیکھے جا سکتے ہیں، ادھر چند سالوں میں عرب اور اسلامی ممالک میں خواتین کے لباس اس قدر تبدیل ہو گئے ہیں کہ امریکی ویورپی ملبوسات اور عرب خواتین کے ملبوسات میں کوئی فرق باقی نہیں رہا، بہت سے عرب اور مسلم ممالک وہ ہیں جہاں عوام تو کیا؟ علماء بھی داڑھی نہیں رکھتے، ڈاڑھی جسے کسی زمانہ میں صلاح وتقویٰ اور شرافت واعتماد کی علامت سمجھا جاتا تھا، اب دہشت گردی اور شدت پسندی کی پہچان سمجھی جاتی ہے، مجھے ایک بار حج کے موقع سے مکہ مکرمہ میں ایک ہوٹل میں ٹھہرنے کا اتفاق ہوا، جس کے استقبالیہ پر ایک دین دار، خوش شکل، مصری نوجوان لڑکا بیٹھا کرتا تھا اور اس کے چہرے پر داڑھی بہت بھلی معلوم ہوتی تھی، میں اکثر عشاء کے بعد مسجد سے واپس ہوتے ہوئے دو چار منٹ اس کے پاس بیٹھ جاتا، کبھی مذہب پر، کبھی عربی زبان کے بارے میں اور کبھی مصر میں مسلمانوں کے حالات کے متعلق اس سے گفتگو ہوتی، وہ بہت برجستہ اور بہت ہی بلیغ اور سہل عربی زبان میں گفتگو کرتا اور بہت ہی اخلاق ومروت سے پیش آتا، اس لئے اس نوجوان سے گفتگو کرتے ہوئے لطف سا آتا تھا، میں نے ایک دن کہا کہ مصر کے لوگ عام طور پر داڑھی نہیں رکھتے، لیکن آپ نے جو داڑھی رکھی ہے، یہ بہت اچھی بات ہے، اس سے آپ کے چہرے پر ایک نورانیت اور معصومیت سی معلوم ہوتی ہے، میری یہ بات سن کر وہ افسردہ سا ہو گیا اور اس نے سنجیدہ ہو کر کہا کہ شیخ آپ سچ کہتے ہیں، میں داڑھی رکھنا چاہتا ہوں، لیکن مصر میں داڑھی رکھنے میں بڑی مشکلات ہیں، ہمارے یہاں داڑھی رکھنے والوں کو باضابطہ اپنا رجسٹریشن کرانا پڑتا ہے، میں جب پہلی بار داڑھی رکھ کر اپنے وطن گیا تو مجھے سات آٹھ گھنٹہ ایئر پورٹ پر تفتیش کے لئے روک لیا گیا اور میرے پورے اہل خاندان کو طلب کیا گیا، جن میں میری ماں اور بہنیں بھی تھیں اور ان سے بھی کافی دیر تک تفتیش کی گئی، اس کے بعد سے مجبوراً میں مصر جاتے ہوئے اپنی داڑھی صاف کرا لیتا ہوں اور واپسی کے بعد پھر داڑھی رکھ لیتا ہوں.... غور کیجئے! کیسا غضب ہے کہ ایک مسلمان ملک میں مسلمانوں کو داڑھی رکھنے کی اجازت نہ ہو، کاش! یہ اسرائیل ہی سے سبق حاصل کرتے جہاں یہودی مذہبی طبقے کے داڑھی رکھنے کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے، جب مسلمان ملکوں میں بسنے والے مسلمانوں کا یہ حال ہے تو ان مسلمانوں کے بارے میں کیا کہا جائے، جو مغربی ثقافت کی آغوش میں محوغفلت ہیں اور اسے دنیا ہی میں جنت تصور کرتے ہیں۔

اس وقت صورتِ حال یہ ہے کہ مغربی ممالک نے عرب اور اسلامی ممالک اور مختلف علاقوں میں بسنے والے تارکین وطن مسلمانوں کے لئے فراخ دلی کے ساتھ اپنا دامن دل کھول رکھا ہے، انھیں شہریت دی جاتی ہے، انھیں ملازمت اور مزدوری کے مواقع ملتے ہیں، اور انھیں اپنے ملکوں سے بڑھ کر شہری حقوق دے دیے جاتے ہیں، تارکین وطن خوش ہیں کہ انھیں پھلنے، پھولنے اور آگے بڑھنے کے بھرپور مواقع ہاتھ آ رہے ہیں، لیکن انھیں نہیں معلوم کہ وہ ان ممالک کے ہاتھوں اپنی اگلی نسلوں کا سودا کر رہے ہیں، چنانچہ لاکھوں عرب اور فلسطینی جو پچاس سال پہلے امریکا گئے، اب ان میں اپنے مسلمان ہونے کی پہچان بھی باقی نہیں رہی، مذہبی شعور رخصت ہوا، رہن سہن بدل گیا، زندگی کے طور وطریق تبدیل ہو گئے، یہاں تک کہ ان کے نام میں بھی مسلمانیت کی کوئی بو باقی نہیں رہ گئی ہے؛ حالاں کہ ان کے آباؤ اجداد راسخ العقیدہ مسلمان اور عرب تہذیب کے علمبردار بن کر یہاں آئے تھے، اگر آج ان گذری ہوئی روحوں کو دوسری زندگی دے دی جائے تو شاید ہی وہ خود اپنی نسل اور اپنی اولاد کو پہچان سکیں، یہ ہے اس تہذیبی ارتداد کا اثر، جو بہ تدریج افراد واقوام کو فطری اور اعتقادی ارتداد کی طرف لے جاتا ہے!

اسی پس منظر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لاکھوں عرب اور فلسطینی جو پچاس سال پہلے امریکا گئے، اب ان میں اپنے مسلمان ہونے کی پہچان بھی باقی نہیں رہی، مذہبی شعور رخصت ہوا، رہن سہن بدل گیا، زندگی کے طور وطریق تبدیل ہو گئے، یہاں تک کہ ان کے نام میں بھی مسلمانیت کی کوئی بو باقی نہیں رہ گئی ہے، حالاں کہ ان کے آباؤ اجداد راسخ العقیدہ مسلمان اور عرب تہذیب کے علمبردار بن کر یہاں آئے تھے

نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کسی قوم کی مشابہت اور مماثلت اختیار کی، وہ ان ہی میں سے ہوگیا، اس روایت کو امام ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور امام طبرانیؒ نے حضرت حذیفہ بن الیمانؓ سے روایت کیا ہے اور علامہ سیوطیؒ نے اس حدیث کو ''حسن'' یعنی مقبول قرار دیا ہے۔ (الجامع الصغیر، حدیث نمبر: ۳۹۵۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں عقیدہ و ایمان میں غیر مسلموں سے مماثلت مراد نہیں ہے، کیوں کہ جو شخص عقیدہ کے اعتبار سے غیر اسلامی فکر اختیار کرلے، وہ تو پہلے ہی سے مسلمان نہیں ہے، اس کے غیر مسلموں سے مشابہت اختیار کرنے کے کیا معنی؟ لہٰذا اس حدیث میں عملی اور سماجی زندگی میں غیر مسلموں کے تشبہ سے منع فرمایا گیا ہے اور مختلف مسائل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح و توضیح نے اس نکتہ کو مزید واضح کیا ہے، مثلاً آپ نے سورج نکلتے، سورج ڈوبتے اور سورج کے نصف آسمان پر ہونے کے وقت نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے، اس کی وجہ کیا ہے؟ یہ کہ یہی اوقات عام طور پر مشرک اور آفتاب پرست قوموں کی عبادت کے رہے ہیں، جو قومیں سورج کی پرستار ہیں، وہ ان ہی اوقات میں سورج کی پوجا کرتی ہیں، اس لئے ان اوقات میں مسلمانوں کو نماز پڑھنے سے منع فرمایا گیا۔

روزہ میں حکم دیا گیا کہ افطار جلدی کیا جائے، افطار میں تاخیر نہ کی جائے؛ کیوں کہ افطار میں تاخیر اہل کتاب کا طریقہ ہے، یوم عاشورا کے ساتھ مزید ایک روزہ رکھنے کا حکم ہوا؛ کیوں کہ اس دن یہود بھی روزہ رکھا کرتے تھے؛ تاکہ مسلمان اپنی عبادت میں ان سے ممتاز رہیں، حج میں بہت سے ایسے افعال جن کو مشرکین بہت اہمیت دیتے تھے، اسلام نے ان کو ختم کیا، یا ان میں تبدیلی پیدا کی، پھر یہی ہدایات آپؐ نے وضع قطع اور لباس و پوشاک کے بارے میں بھی دی، مجوسی داڑھی منڈایا کرتے تھے، آپؐ نے اس سے منع فرمایا، اہل ایران اظہار فخر کے لئے ٹخنوں سے نیچے کپڑے پہنتے تھے، آپؐ نے اس پر سخت ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا، اہل مکہ سر میں مانگ بھی نکالا کرتے تھے؛ چنانچہ مکی زندگی میں آپؐ نے سیدھے بال رکھنے کو پسند فرمایا؛ تاکہ مسلمان ان سے ممتاز رہیں، مدینہ منورہ میں یہود سیدھے بال رکھتے تھے، تو وہاں آپؐ نے مانگ نکالنے کو پسند فرمایا، پھر جب تمام عرب نے اسلام قبول کرلیا، تو آپؐ نے دونوں طرح بال رکھنے کی اجازت مرحمت فرمادی، اسی طرح عرب یا تو صرف ٹوپی پہنتے تھے، یا صرف عمامہ باندھتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو ابتداءً ہدایت دی تھی کہ وہ ٹوپی اور عمامہ دونوں کا استعمال کریں، تاکہ ان کے اور مشرکین کے درمیان امتیاز باقی رہے، بعد کو جب اہل عرب ایمان لے آئے، تو آپ نے صرف ٹوپی یا صرف عمامہ کے استعمال کی بھی اجازت مرحمت فرمائی۔

دین کا یہ مزاج کہ مسلمانوں کو قومی اعتبار سے دوسری اقوام سے ممتاز اور متشخص رہنا چاہئے، فقہاء نے بھی اپنے اجتہاد واستنباط اور قانون شرع کی تشریح و توضیح میں ہمیشہ اس کو ملحوظ رکھا ہے اور لباس و پوشاک، خورد و نوش، عبادات، یہاں تک کہ عبادت گاہوں کے طرز تعمیر وغیرہ ہر مرحلہ پر ایک بنیادی اُصول کی حیثیت سے اس بات کو پیش نظر رکھا ہے کہ مسلمان ایک امتیازی شان اور وہ اپنے دین و مذہب اور تہذیب و تمدن میں دوسری قوموں سے ممتاز اور متشخص رہیں، کیوں کہ جب کوئی قوم اپنی تہذیب سے محروم ہوجاتی ہے اور تمدن وثقافت کے میدان میں دریوزہ گری پر اتر آتی ہے تو پھر آہستہ آہستہ وہ اپنے فکر وعقیدہ سے ہی ہاتھ دھو بیٹھتی ہے۔

ہندوستان میں اس وقت سنگھ پریوار کی جانب سے اس بات کی بھرپور کوشش کی جارہی ہے کہ مسلمان نماز پڑھیں، مسجدوں کو جائیں، عید بقرعید وغیرہ کرلیا کریں، لیکن اسلامی تہذیب کو خیر باد کہہ دیں، اس کے لئے بہ ظاہر معمولی، لیکن نتائج کے اعتبار سے دوررس اقدامات کئے جارہے ہیں، نصاب تعلیم میں تبدیلی لائی جارہی ہے، ہندو ازم کو ایک نظریہ وعقیدہ کے بجائے قومی ثقافت کے روپ میں پیش کیا جارہا ہے، اسکولوں میں دیویوں، دیوتاؤں کی مورتیاں رکھی جاتی ہیں، ہندو مذہبی تقریبات میں مسلمانوں کو دعوت دی جاتی ہے اور انھیں شریک کیا جاتا ہے اور ہمارے مسلمان نوجوان دیوالی اور ہولی میں ذوق و شوق کے ساتھ شریک ہو رہے ہیں، مردوں اور عورتوں کے لئے دھوتی نما پائجامہ بنائے جارہے ہیں، بہت سے علاقوں میں مسلمان عورتیں ہندوانہ رسم و رواج کے مطابق سیندور لگاتی، یا کالی پوت کے ہار پہنتی ہیں، بین مذہب شادی بیاہ کا رواج بھی بڑھ رہا ہے، بعض جگہ مسلمان بچوں کے ہندی نام بھی رکھے جارہے ہیں، ٹی وی پروگراموں کا ہندو کرن کیا جارہا ہے اور ہندو دیوتاؤں اور فرمانرواؤں کو قومی ہیرو کے روپ میں پیش کیا جارہا ہے اور اس طرح کی بہت سی چیزیں ہیں، جو ہمارے سماج میں دبے پاؤں آگے بڑھ رہی ہیں، آج ہم ان کے قدموں کی آہٹ سننے سے قاصر ہیں؛ لیکن اگر ہم نے حالات کو محسوس نہیں کیا تو مستقبل میں اس سے ناقابل تلافی نقصان کا اندیشہ ہے، اس لئے اس وقت اس تہذیبی ارتداد کی طرف بڑھتے ہوئے قدم کو پوری قوت کے ساتھ روکنے کی ضرورت ہے کہ یہ محض سیاسی وثقافتی مسئلہ نہیں، بلکہ اپنے دوررس اثرات کے اعتبار سے ہمارے ملی بقا اور دینی تحفظ کا مسئلہ ہے۔

(بشکریہ پندرہ روزہ تعمیر حیات لکھنؤ، ۱۰/ جنوری ۲۰۱۸ء)

# مایوسی اور نا امیدی ایمان کے منافی

مولانا سیّد صہیب حسینی ندوی

تاریخ انسانیت اور تاریخ اسلام ہمارے لئے سب سے بڑا سبق ہے، تاریخ خیر و شر کے مجموعہ کا نام ہے جو کچھ ہوتا رہا ہے تاریخ نے وہ سب ہمارے لئے ریکارڈ کر دیا ہے، قرآن کریم نے اسی تاریخ کے بارے میں فرمایا: ’’فاعتبروا یا اولی الابصار‘‘...اے نگاہ بصیرت رکھنے والو! عبرت حاصل کرو...۔

تاریخ گردش لیل ونہار اور حرکت صبح وشام کا نام ہے، جس کے مطالعہ سے حقائق سامنے آتے ہیں اور تجربات حاصل ہوتے ہیں۔ تاریخ عبرت و نصیحت کا وہ خزانہ ہے جس خزانہ کو سامنے رکھتے ہوئے اگر زندگی گزاری جائے تو خیر و شر کی راہیں آسان ہو جاتی ہیں، آدمی کے لئے علی وجہ البصیرہ عمل کرنا مشکل نہیں رہتا ہے اور انسان سوچ سمجھ کر آگے قدم بڑھاتا ہے جس کے نتیجہ میں کامیابی و کامرانی اور ناکامی دونوں کے اسباب روشن ہونے لگتے ہیں اور وہ اس پر چل کر ٹھوکروں اور مایوسی سے اپنے کو بچانے والا بن جاتا ہے۔

آج ہم نے نگاہ بصیرت اور نگاہِ عبرت کو فراموش کر دیا ہے، اسی وجہ سے بھٹک رہے ہیں، سرگرداں ہیں، حیران و پریشان ہیں، شکوک وشبہات کے دلدل میں پھنستے جا رہے ہیں، مایوس ہو کر کفر کی سرحد پر جا لگے ہیں بلکہ بہت سے لوگ کفر کی سرحد کو پار کر گئے ہیں، اپنے شکوک وشبہات، اپنی گندگی اور اپنے داغ کو اسلام کے صاف و شفاف آئینہ اور چمکدار و صاف پانی میں جب دیکھتے ہیں تو دین اسلام کو داغدار، ناقص، ادھورا، زمانہ کے ساتھ نہ چلنے والا، دقیانوس اور اولڈ مذہب کہہ کے جھٹلانے لگتے ہیں، انکار کرنے لگتے ہیں اور اس سے بھی آگے بڑھ کر مذاق اڑانے لگتے ہیں اور پھر منہ میں جو آتا ہے وہ نکال دینے کو وقت کی اہم ضرورت شمار کرتے ہیں، حقیقت میں اگر دیکھا جائے تو انسان کا یہ وہ بدنما چہرہ ہے جو اس نے دین فطرت کو نہ اختیار کر کے، شیطانی، طاغوتی اور اسلام بیزار زندگی گزارنے کے نتیجہ میں حاصل کیا ہے، حقائق کا انکار کر کے، دین فطرت سے بغاوت کرتے ہوئے، جانوروں اور درندوں کی زندگی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنانے والوں سے قرآن کریم کہتا ہے: ’’قل سیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المجرمین‘‘...اے نبی! آپ کہہ دیجئے، زمین میں اور دنیا میں چل پھر کر دیکھو کہ مجرمین اور نافرمانوں کا کیا انجام ہوا...۔

قرآن کریم کہتا ہے کہ تمہارے کرتوتوں کی وجہ سے بد سے بدتر اور سخت سے سخت حالات آئیں گے اور تمہارے ظلم وجور کی وجہ سے تم پر بڑے بڑے ظالم و جابر اور سنگدل حکمراں مسلط کر دیے جائیں گے، ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ اہل ایمان سے کہتا ہے: ’’لاتقنطوا من رحمۃ اللہ‘‘...اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو...اور کہیں فرمایا: ’’ولا تیئسوا من روح اللّٰہ انہ لاییئس من روح اللہ الا القوم الکافرون‘‘...اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، اللہ کی رحمت سے انکار کرنے والے اور نافرمان ہی مایوس ہوتے ہیں...۔

آج کا انسان دو ٹولیوں میں بٹ گیا ہے، کوئی حالات کو دیکھ دیکھ کر اسلام کو ناقص، ادھورا گزرے ہوئے زمانہ کا اور دقیانوس سمجھ کر انکاری بن گیا ہے، ذرا سا موقع ہاتھ آئے اسلام کی دھجیاں اور اہل اسلام کا مذاق اڑانے اور علماء دین کو اپنی زبان کا آلۂ کار بنانے میں لگ جاتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ آج کا میڈیا ایسے ہی لوگوں کی خدمت میں لگا ہوا ہے اور ان کی آواز میں آواز ملا کر خوب ڈھول پیٹ رہا ہے، شور مچا رہا ہے اور مسلمانوں کا منافق ٹولا ان کی ہاں میں ہاں ملا کر اپنے کو ماڈرن ثابت کرنے میں لگا ہے اور بہت سے جاہل مسلمان، بھولے بھالے لوگ اور اسلام سے ناواقف لوگ ان کی باتوں کو سچا سمجھ کر دین اسلام کے بارے میں شک وشبہ کرنے لگتے ہیں اور کنفیوز ہو جاتے ہیں۔

انسانوں اور مسلمانوں کا دوسرا ٹولہ اور جماعت وہ ہے جو ایسے حالات کو دیکھ دیکھ کر، سن کر مایوس، ناامید اور کم ہمتی کا شکار ہونے لگتی ہے اور بدگمانیوں کے سمندر میں ڈوبنے لگتی ہے۔

دین اسلام ایسے حالات میں راہنمائی کرتے ہوئے کہتا ہے:

’’وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ O الَّذِينَ إِذَا

أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ O أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ O" (البقرہ:۱۵۴،۱۵۷)

ترجمہ: "اور ہم تم کو ضرور آزمائیں گے خوف، بھوک، مال اور جانوں کے نقصانات اور پھلوں میں کمی کرکے اور اے نبی! برداشت اور جم کر کام کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجئے جو مصیبت پیش آنے پر کہتے ہیں: ہم تو اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف پلٹ کر جانے والے ہیں، یہی لوگ اپنے پروردگار کی ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔"

ان سب باتوں سے معلوم ہوگیا کہ کوتاہیوں غلط کاموں، فتنہ وفساد اور بگاڑ مچانے کی صورت میں آزمائشوں کے سیاہ بادل گردش کرتے ہیں، تاریکیاں الگ الگ شکلوں میں آتی ہیں، آندھی، طوفان اور گرج و چمک سب ہوتی ہے لیکن ایسے حالات اور پُرفتن ماحول میں جو دین پر جما رہے، صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے، گھبرائے نہیں اور مایوسی کا شکار نہ ہو بلکہ قرآن وحدیث کے حکم کے مطابق نماز، صبر اور توبہ واستغفار میں اچھی طرح لگ جائے تو سارے سیاہ بادل آسانی کے ساتھ چھٹ جائیں گے، جب ان تین چیزوں کی اتنی اہمیت ہے تو ہم کو چاہئے کہ اس کو سمجھنے کی اچھی طرح کوشش کریں، ارشاد ربانی ہے:

"یا ایھا الذین آمنوا استعینوا بالصبر والصلوۃ ان اللّٰہ مع الصابرین۔"

ترجمہ: "اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعہ اپنے کاموں میں مدد حاصل کرو، اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

آج ہم نے نہ صبر کو پہچانا اور نہ نماز کی حقیقت کو جانا، اسی وجہ سے ایسے حالات میں یا تو اسلام کا استہزا کرنے والے بن جاتے ہیں یا پھر شکوک و شبہات اور مایوسی کا شکار ہوکر خوف و وحشت میں زندگی گزارنے والے ہوجاتے ہیں، واقعی اگر ہمارا قرآن وحدیث سے سچا تعلق ہوتا، جس تعلق کا حکم قرآن نے بار بار دیا ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کے انداز سے فرمایا تھا:

"میں دو چیزیں اپنے بعد چھوڑ کر جا رہا ہوں، اگر تم نے ان کو اچھی طرح تھام لیا، زندگی میں اتار لیا تو ہرگز گمراہ نہیں ہوگے: ایک اللہ کی کتاب قرآن کریم ہے اور دوسری چیز تمہارے نبی کی سنتیں ہیں۔"

اس وقت ہم آپ سب کے سامنے صرف مذکورہ تین چیزوں کا اختصار کے ساتھ تذکرہ کریں گے تاکہ ہم کو معلوم ہوسکے کہ قرآن وحدیث میں ان امور کی اتنی اہمیت کیوں ہے۔

ا:...نماز: نماز عبد ومعبود، خالق ومخلوق، آقا و غلام، حاکم ومحکوم، طاقتور وکمزور کے تعلق اور رشتہ کو سب سے زیادہ قوی اور مضبوط بنانے کا ذریعہ ہے، اس لئے کہ نمازی جب بارگاہ عزت وجلال میں پہنچ کر مالک حقیقی کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوجاتا ہے تو اپنے مالک سے راز ونیاز اور بات کرتے کرتے جھک جاتا ہے اور عظمت کے بول شروع کردیتا ہے، اسی پر بس نہ کرتے ہوئے اپنی سب سے عزیز چیز کو دربار رب العزت میں ٹیک کر اور خاک آلود کرکے اپنے مالک کی بلندی اور قدوسیت کے گن گانا شروع کردیتا ہے تو اس وقت رحمٰن ورحیم کی رحمت جوش میں آجاتی ہے اور فیضان رحمت جاری ہوجاتا ہے، سارے بت پاش پاش ہوجاتے ہیں اور ایک اللہ کے تصور سے ذہن و دماغ، افکار و خیالات، جسم و بدن اور دل مالا مال ہوجاتا ہے، نور ہدایت کے سوتے پھوٹنے لگتے ہیں اور ساری دنیا حقیر، معمولی اور مچھر کے پر سے بھی زیادہ بے حیثیت نظر آنے لگتی ہے، جب نماز کے دوران یہ تصورات آنے لگیں تو وہ نماز حقیقی نماز بن جاتی ہے جس کو ایمان والے کی معراج اور اللہ تعالیٰ کی حضوری سے تعبیر کیا گیا ہے اور ایک مومن احسان کے مقام اعلیٰ پر فائز ہوجاتا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی خشوع وخضوع اور استحضار والی نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

۲:...صبر: بد سے بدتر، پُرفتن اور آزمائشوں کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے دوسرا حکم یہ دیا ہے کہ صبر کا دامن تھامنے والے بنو، اسلام میں صبر کا بہت بڑا مقام ہے، صبر پر جنت کا وعدہ ہے، قرآن وحدیث میں یہ لفظ بہت استعمال ہوا ہے اور ہم لوگ بھی روزمرہ کی بول چال میں اس کو بہت استعمال کرتے رہتے ہیں، لیکن ہائے افسوس معانی اور حقیقت سے ناواقف ہیں اور جاننے کی کوشش بھی نہیں کرتے، حالانکہ جاننا بھی ضروری ہے اور عمل کرنا بھی ضروری ہے، ان شاء اللہ! اس کی بھی حقیقت بہت اختصار کے ساتھ بیان کریں گے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کو جاننے کے بعد عمل کرنے کی توفیق دیدے۔

صبر تین چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے:

(۱) شریعت کے احکامات پر پابندی سے عمل کرنا،
(۲) منہیات اور برائیوں سے اپنے کو بچاتے رہنا،
(۳) پریشانیوں اور تکالیف کو اللہ تعالیٰ کی خاطر برداشت کرتے رہنا۔

ایک ایمان والے کے اندر جب یہ تینوں جمع ہوجائیں تو وہ قرآن وحدیث کے اعتبار سے صابر ہوگیا اور جب وہ صبر کی صفت سے متصف ہوگیا تو اب اس کو اللہ تعالیٰ کی معیت، محبوبیت حاصل ہوجاتی ہے اور اس کے لئے جنت کی بشارت ہے اور پوری زندگی خیر کا مجموعہ بن جاتی ہے، اس ایک لفظ کے اندر پورے دین اسلام کا خلاصہ آگیا ہے، لہٰذا ہم کو چاہئے

کہ ہم اپنے سامنے ہمہ وقت قرآن و حدیث کے احکامات کو رکھیں اور عملی تصویر کے لئے نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہترین آئیڈیل اور نمونہ بنا کر ہر ہر موقع اور حالات کی مناسبت سے اتباع کرنے والے بن جائیں۔

دین اسلام کامل و مکمل ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی یعنی چالیس سال نبوت سے پہلے اور تیرہ سال مکی دور کے اور دس سال مدنی دور کے یہ سب ملا کے ترسٹھ سالہ زندگی میں ہر پہلو آ گیا ہے، اسی زندگی کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے جب اختیار کیا تو عزت اور سربلندی کے ساتھ دین و دنیا کی قیادت کی اور دنیا نے دیکھا کہ کامیاب حکومت کیسے چلائی جاتی ہے، اس کے بعد بھی اسلام کے جانبازوں، جاں نثاروں اور قربانی دینے والوں کو زندگیاں آج بھی تاریخ کے اوراق میں امت مسلمہ کو آواز دے رہی ہیں، پکار رہی ہیں، للکار رہی ہیں اور غیرت دلا رہی ہیں کہ اگر دنیا میں عزت و وقار چاہئے اور دین و دنیا کی قیادت اور کامیابی چاہئے تو اسلام کے کارناموں میں ہی مضمر ہے اور یہ تاریخ کی کتابوں کے اوراق میں بہت بڑی تعداد میں موجود ہے، کم سے کم ہم لوگوں کو چاہئے کہ اس تاریخ کو زندہ کریں اور اس کا علم حاصل کریں، اس سلسلہ میں مفکر اسلام حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی دو کتابیں خاص طور پر مطالعہ میں رکھنا چاہئے: ایک تاریخ دعوت وعزیمت اور دوسری کتاب سیرت سیّد احمد شہید، ان کتابوں کے مطالعہ سے ہم کو معلوم ہوجائے گا کہ سخت سے سخت حالات اور بڑے سے بڑے فتنہ کے سدباب اور مقابلہ کے لئے ہمارے اسلاف نے کیا کیا کیا اور کس طرح جواب دیا ہے۔

۳:... نماز اور صبر: ان دونوں کے ساتھ پرفتن اور سخت سے سخت حالات میں شریعت نے تیسرا حکم یہ دیا ہے کہ استغفار کی کثرت، توبہ و انابت اور دعاؤں کا خاص اہتمام، اللہ تعالیٰ کے غضب ٹھنڈا کرنے، رحمت الٰہی کو متوجہ کرنے اور حالات کو سازگار بنانے میں بہت کارگر ہے، یہ عملی چیز ہے، اطمینان قلبی کا ذریعہ ہے۔

اگر امت مسلمہ ان تین ہی چیزوں کو تھام لے اور اپنے اندر یہ صفات پیدا کرلے تو ان شاء اللہ! دین و دنیا کا غلبہ کوئی مشکل کام نہیں ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کامل پر عمل کرنے والا بنائے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی اتباع کی توفیق عطا کرے، آمین یا رب العالمین۔

☆☆..............☆☆

## سالانہ ختم نبوت کانفرنس تحصیل لاچی (کوہاٹ)

کوہاٹ.... ۲۵؍مارچ ۲۰۱۸ء کو تحصیل لاچی کی سطح پر ایک عظیم الشان، فقید المثال ’’ختم نبوت کانفرنس‘‘ کا انعقاد کیا گیا۔ جس کی تیاری پورا ایک مہینہ پہلے سے شروع کی گئی تھی اور پوری تحصیل کی ہر چھوٹی، جامع مسجد اور عوامی مقامات پر لوگوں کو عقیدہ ختم نبوت کا درس دیا اور سمجھایا گیا۔ کانفرنس والے دن صبح ہی سے لوگوں کا آنا شروع ہوا۔ ظہر کے وقت تک پنڈال بھر گیا تھا۔ کانفرنس کا آغاز قاری عبیداللہ انور رحیمی کی تلاوت سے ہوا۔ حافظ واصف نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ مفتی ابرار سلطان (سابقہ ایم این اے) نے افتتاحی بیان میں شرکاء اور اکابر کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا۔ مہمان خصوصی مولانا عزیز الرحمٰن ثانی صاحب نے اپنے خطاب میں قادیانیت کی خوب خبر لی اور مسلمانوں کو اس فتنہ سے بچنے کی ترغیب دی۔ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے اس بات پر زور دیا کہ سامراج اور عالمی کافر قوتیں مملکت خداداد پاکستان میں توہین رسالت کے قانون کو ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ لہٰذا مسلمانان پاکستان سامراجی قوتوں کے ان مذموم مقاصد کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ اس کے جواب میں پورے پنڈال میں موجود سامعین نے کھڑے ہوکر ’’لبیک، لبیک اللّٰھم لبیک ‘‘ کے فلک شگاف نعروں سے وعدہ کیا کہ ہم اس قانون کو غیر فعال اور ختم کرنے کے خلاف قائدین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ہر حکم پر ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہوں گے۔ اس کانفرنس کے آخری مقرر حضرت مولانا قاری اکرام الحق صاحب ضلعی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مردان تھے۔ انہوں نے اپنی علاقائی زبان پشتو میں ختم نبوت کے عقیدے پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور اپنے مخصوص و جذباتی انداز میں بدنام زمانہ مشال کیس پر سیر حاصل خطاب کیا اور مشال کے توہین آمیز نظریات سے سامعین کو آگاہ کیا اور حکومت وقت پر زور دیا کہ توہین رسالت کے مجرموں کو اگر قانون کے مطابق سزا یعنی سزائے موت نہیں دی جاتی، تو پھر مشال قتل کیس کی طرح کے واقعات رونما ہوا کریں گے۔ کانفرنس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ جناب حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے کی اور انہی کی دعا سے یہ فقید المثال کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔

# قادیانیوں کے حمایتی اداروں اور حلقوں کے نام دوٹوک پیغام

مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

۱۱؍مارچ ۲۰۱۸ء کو ایوان اقبال لاہور میں انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس سے راقم الحروف نے جو گزارشات پیش کیں ان کا خلاصہ نذر قارئین ہے۔

بعد الحمد والصلوٰۃ۔ انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں حاضری اور کچھ گزارشات کا موقع میرے لئے سعادت کی بات ہے۔ اس فورم کا آغاز کرنے والوں میں میرا نام بھی شامل ہے، جب انٹرنیشنل ختم نبوت مشن کے نام سے اس جماعت نے ۱۹۸۵ء میں اپنے سفر کا آغاز کیا تھا اور لندن کے ویمبلے سنٹر میں پہلی سالانہ عالمی ختم نبوت کانفرنس کا جمعیۃ علماء برطانیہ کے تعاون سے اہتمام کیا تھا تب حضرت مولانا عبدالحفیظ مکیؒ، حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ، حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ اور حضرت مولانا علامہ ڈاکٹر خالد محمود مدظلہ کے ساتھ میں بھی اس قافلہ کا حصہ تھا اور ہم نے مل جل کر اس کی شروعات کی تھیں۔ لیکن جب اس کا نام مشن سے موومنٹ میں تبدیل ہوا تو پھر میں اس کا حصہ نہ رہا البتہ کارکن کے طور پر مسلسل شریک کار ہوں۔ انٹرنیشنل ختم نبوت مشن سے موومنٹ میں تبدیلی کا سفر بڑا دلچسپ ہے مگر یہ اس کے تذکرہ کا موقع نہیں ہے اس لئے صرف یہ عرض کر دینا کافی ہے کہ اس کے بعد بھی ایک کارکن کے طور پر اس کی سرگرمیوں میں شریک چلا آرہا ہوں۔

میری ہمیشہ سے کمزوری یا مجبوری چلی آرہی ہے کہ:

(۱) نفاذ شریعت، (۲) ناموس رسالت یا (۳) ختم نبوت میں سے کوئی مسئلہ ہو تو مجھے جماعت اور مسلک یاد نہیں رہتا اور ان تینوں میں سے کسی مسئلہ پر جو بھی کام کر رہا ہو اس کے ساتھ تعاون کو اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ اور اسی لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور مجلس احرار اسلام پاکستان کے ساتھ ساتھ انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کا بھی خادم ہوں، جس کی قیادت اس وقت مولانا ڈاکٹر سعید احمد عنایت اللہ، مولانا عبدالرؤف مکی، مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج، مولانا محمد الیاس چنیوٹی، مولانا زاہد محمود قاسمی اور قاری محمد رفیق وجھوی کر رہے ہیں، بلکہ کسی اور فورم سے بھی اس حوالہ سے کام ہو رہا ہو تو اس کے ساتھ تعاون کی ہر ممکن کوشش کرتا ہوں۔

جب ہمارا اور قادیانیوں کا اس بات پر مکمل اتفاق ہے کہ ان کا مذہب ہمارے مذہب سے الگ ہے اور ہم دونوں ایک مذہب کے پیروکار نہیں ہیں تو پھر قادیانیوں کو مسلمانوں کے مذہب کا نام، اصطلاحات، علامات اور ٹائٹل استعمال کرنے پر اس قدر اصرار اور ضد کیوں ہے؟

حضرات محترم! آج میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے حوالہ سے قادیانی مسئلہ کے ایک پہلو پر کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب ہمارا اور قادیانیوں کا اس بات پر مکمل اتفاق ہے کہ ان کا مذہب ہمارے مذہب سے الگ ہے اور ہم دونوں ایک مذہب کے پیروکار نہیں ہیں تو پھر قادیانیوں کو مسلمانوں کے مذہب کا نام، اصطلاحات، علامات اور ٹائٹل استعمال کرنے پر اس قدر اصرار اور ضد کیوں ہے؟ اور وہ ایک الگ اور نئے مذہب کا پیروکار ہونے کے باوجود اپنا نام، علامات اور اصطلاحات وشعائر الگ اختیار کرنے کے لئے تیار کیوں نہیں ہیں؟ فی الوقت قادیانیوں کے ساتھ ہمارا یہی سب سے بڑا تنازعہ ہے جس کے لئے انہوں نے بین الاقوامی اداروں اور عالمی میڈیا میں مسلمانوں کے خلاف مورچہ بندی کر رکھی ہے اور بہت سے بین الاقوامی ادارے اور فورم بلا جواز ان کی حمایت بلکہ پشت پناہی کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں چند شواہد آپ حضرات کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم تو قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ ایک نئے مذہب کا پیروکار کہتے ہی ہیں لیکن خود قادیانیوں نے بھی متعدد مراحل پر اس کا باقاعدہ اعلان کیا ہے، ان میں سے پانچ مواقع کا حوالہ دینا چاہوں گا:

☆...... مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کے

دعویٰ کے ساتھ ہی اعلان کیا کہ ان پر ایمان نہ لانے والے حضرات خواہ کہیں بھی ہوں وہ مسلمان نہیں ہیں۔ یہ اس بات کا کھلم کھلا اظہار تھا کہ وہ دنیا بھر کے ان مسلمانوں کو اپنے مذہب کا حصہ نہیں سمجھتے جو ان پر ایمان نہیں لائے۔ مرزا صاحب نے تو اس سے آگے خود پر ایمان نہ لانے والوں کو اور بھی بہت کچھ کہا ہے اور ان کے بارے میں بہت سخت زبان استعمال کی ہے لیکن میں اسے ''جھوٹے نبیوں کی زبان'' سمجھتے ہوئے استعمال نہیں کروں گا، میں نے یہ زبان صرف ایک دفعہ استعمال کی تھی جب طالب علمی کے دور میں گکھڑ میں ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے میں نے مسلمانوں کے بارے میں مرزا قادیانی کے چند الفاظ کا ذکر کر کے انہی الفاظ میں جواب دیا تو والد محترم حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ نے مجھے پکڑ کر مائیک سے پیچھے ہٹا دیا اور خود مائیک پر تشریف لا کر لوگوں سے معذرت کی کہ بچہ ہے غلط باتیں کر گیا ہے۔ اس کے بعد سے آج تک بحمد اللہ تعالیٰ کبھی ''جھوٹے نبیوں والی زبان'' کسی جلسہ میں استعمال نہیں کی۔

چنانچہ جب مرزا قادیانی خود پر ایمان نہ لانے والوں کو اپنے مذہب میں شامل نہیں سمجھتے تو مسلمانوں کے مذہب کے ساتھ منتھی رہنے کی ضد بھی قادیانیوں کو بہر حال چھوڑ دینی چاہئے کہ اس کا کسی طرح بھی کوئی جواز نہیں بنتا۔

☆...... قادیانی مذہب جب مرزا قادیانی کے جانشین حکیم نور الدین بھیروی کی وفات کے بعد دو دھڑوں میں تقسیم ہو گیا اور لاہوری گروپ کے سربراہ مولوی محمد علی نے اپنے بہت سے ساتھیوں سمیت اعلان کیا کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنا پیشوا تو مانتے ہیں مگر نبی تسلیم نہیں کرتے تو مرزا قادیانی کے فرزند اور اس وقت کی قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا بشیر الدین محمود نے انہیں بھی ایک الگ مذہب کا پیروکار اور اپنے ''دائرۂ اسلام'' سے خارج قرار دے دیا۔ یہ بھی اس بات کا دو ٹوک اعلان تھا کہ وہ صرف ان لوگوں کو اپنا ہم مذہب سمجھتے ہیں جو مرزا قادیانی کو نبی مانتے ہیں، ان کے علاوہ دنیا کا کوئی گروہ یا فرد ان کا ہم مذہب نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک تو قادیانی اور لاہوری دونوں گروہ ایک ہی حیثیت رکھتے ہیں اور دونوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے مگر قادیانیوں نے مرزا قادیانی کو نبی نہ ماننے پر مرزا کے ان پیروکاروں کو بھی الگ

> جب مرزا قادیانی خود پر ایمان نہ لانے والوں کو اپنے مذہب میں شامل نہیں سمجھتے تو مسلمانوں کے مذہب کے ساتھ منتھی رہنے کی ضد بھی قادیانیوں کو بہر حال چھوڑ دینی چاہئے کہ اس کا کسی طرح بھی کوئی جواز نہیں بنتا

مذہب کا حامل قرار دے دیا تھا جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے مذہب کو سب سے الگ اور جدا مذہب سمجھتے ہیں۔ مگر تعجب اور حیرت کی بات ہے کہ وہ اس الگ مذہب کے لئے الگ نام اور شعائر و علامات اختیار کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

☆...... قیام پاکستان کے موقع پر پنجاب کی تقسیم کے لئے قائم کیے جانے والے ریڈکلف کمیشن کے سامنے قادیان اور ضلع گورداس پور کی آبادی کے بارے میں خود کو مسلمانوں میں شمار کروانے کی بجائے قادیانیوں نے اپنا کیس الگ پیش کیا جس کی وجہ سے گورداس پور کو پاکستان کی بجائے بھارت میں شامل کیا گیا اور اس کے نتیجے میں کشمیر کا مسئلہ کھڑا ہوا، یہ قادیانیوں کی طرف سے باضابطہ دستاویزی شہادت تھی کہ وہ مسلمانوں سے الگ ایک نئے مذہب کے پیروکار ہیں۔

☆...... پاکستان کے قیام کے بعد معروف قادیانی راہ نما چودھری ظفر اللہ خان بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی کابینہ میں وزیر خارجہ تھے مگر قائداعظم محمد علی جناح کی وفات کے بعد جب ان کی نماز جنازہ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی امامت میں ادا کی جا رہی تھی تو ظفر اللہ خان وہاں موجود ہوتے ہوئے بھی جنازہ میں شریک نہیں ہوئے اور قومی پریس کے ریکارڈ کے مطابق پوچھنے والوں کو جواب دیا کہ مجھے مسلمان حکومت کا کافر وزیر یا کافر حکومت کا مسلمان وزیر سمجھ لیا جائے۔ یہ بھی اس امر کا واضح اعلان تھا کہ قادیانیوں کا مذہب مسلمانوں سے الگ ہے۔

☆......۱۹۷۴ء کے دوران جب پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ قادیانی مسئلہ پر بحث کر رہی تھی جس کے نتیجے میں قادیانیوں کو دستوری طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تو اس موقع پر قادیانی امت کے دونوں گروہوں یعنی قادیانیوں اور لاہوریوں کے سربراہوں مرزا ناصر احمد اور مولوی صدر دین کو قومی اسمبلی کے سامنے اپنا موقف پیش کرنے کا موقع دیا گیا اور کئی روز تک وہ ایوان میں بحث و مباحثہ کا حصہ رہے۔ اس مرحلہ پر بھی مرزا ناصر احمد نے پارلیمنٹ کے فلور پر واضح اعلان کیا کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی پر ایمان نہ لانے والوں کو اپنے مذہب کا حصہ نہیں سمجھتے اور وہ سب ان کے نزدیک ''دائرہ اسلام'' سے خارج ہیں۔

مسلمانوں اور قادیانیوں کا مذہب الگ الگ

ہونے پر یہ پانچ شہادتیں تو قادیانی کیمپ کی ہیں جن میں انہوں نے خود تسلیم کیا ہے کہ وہ مسلمانوں سے الگ مذہب رکھتے ہیں، دوسری طرف مسلمانوں کی طرف سے بھی بار بار اجتماعی طور پر اس حقیقت کا اظہار کیا گیا کہ قادیانی مذہب کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے اور وہ مسلمانوں سے الگ ایک نئے مذہب کے پیروکار ہیں، ان میں سے دس اہم شہادتوں کا آج کی محفل میں تذکرہ کروں گا۔

☆...... مرزا قادیانی کی طرف سے نبوت کے دعویٰ کے ساتھ ہی مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کے اکابر علماء کرام نے متفقہ طور پر اعلان کیا کہ مرزا قادیانی اور ان کو ماننے والے دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ ان میں حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ، حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ اور حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

☆...... مفکر پاکستان علامہ محمد اقبالؒ نے قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ قرار دیتے ہوئے انگریزی حکومت سے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو مسلمانوں کے ساتھ شمار نہ کیا جائے۔

☆...... برطانوی دور میں ریاست بہاولپور کی عدالت نے تفصیلی بحث و مباحثہ کے بعد قرار دیا کہ قادیانیوں کا اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، اس کیس میں مسلمانوں کی طرف سے حضرت مولانا سید محمد انور شاہؒ اور حضرت مولانا غلام محمد گھوٹویؒ جیسے اکابر پیش ہوئے تھے۔

☆...... ۱۹۵۳ء کے دوران تمام مکاتب فکر کے اکابر علماء کرام نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ مذہب کا پیروکار قرار دیتے ہوئے حکومت پاکستان سے انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا اور اس پر ملک بھر میں پُر جوش عوامی تحریک چلی۔

☆...... ۱۹۷۴ء کے دوران پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ نے مسلمانوں اور قادیانیوں کے دلائل تفصیل کے ساتھ سننے کے بعد قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیتوں میں شمار کرنے کا دستوری فیصلہ کیا۔

☆...... صدر ضیاء الحق مرحوم نے اپنے دور میں قادیانیوں کو اسلام کا نام اور مسلمانوں کی مذہبی اصطلاحات و علامات کے استعمال سے روکنے کا قانون نافذ کیا تو ۱۹۸۵ء میں منتخب ہونے والی پارلیمنٹ نے اس کی توثیق کر کے اسے قومی فیصلہ کی حیثیت دے دی۔

**یا تو وہ غلط عقائد سے توبہ کر کے مسلمانوں میں واپس آ جائیں اور اگر یہ ان کے مقدر میں نہیں ہے تو مسلمانوں کے ساتھ شمار ہونے کی ضد چھوڑ کر اپنے لئے الگ نام، اصطلاحات اور علامات کا تعین کریں**

☆...... جناب یوسف رضا گیلانی کے دور حکومت میں پورے دستور پر نظر ثانی کی گئی تو اس وقت کی منتخب پارلیمنٹ نے ایک بار پھر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے فیصلہ کو بحال رکھنے کا اعلان کیا۔

☆...... ابھی چند ماہ قبل انتخابی ترامیم کے حوالہ سے یہ بحث پھر اسمبلی میں سامنے آئی تو منتخب پارلیمنٹ نے چوتھی بار قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ قرار دینے کا متفقہ اعلان کیا۔

☆...... عالمی سطح پر رابطہ عالم اسلامی نے ۱۹۷۴ء کے دوران مکہ مکرمہ میں منعقدہ بین الاقوامی کانفرنس کی طرف سے اعلان کیا کہ قادیانی مذہب کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے جو پورے عالم اسلام کا متفقہ فیصلہ تھا۔

☆...... بہاولپور کی ریاستی عدالت سے لے کر پاکستان کی سپریم کورٹ تک یہ مسئلہ متعدد بار عدالتی فورموں پر زیر بحث آیا اور بالآخر وفاقی شرعی عدالت اور عدالت عظمیٰ نے واضح فیصلوں میں قادیانیوں کو اسلام اور مسلمانوں سے قطعی طور پر ایک الگ مذہب کا پیروکار قرار دے دیا۔

حضرات گرامی! میں نے تاریخ کے ریکارڈ سے پانچ فیصلے قادیانیوں کے اور دس فیصلے مسلمانوں کے بیان کیے ہیں کہ قادیانیوں کا مذہب مسلمانوں سے الگ ہے اور ان کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے لیکن قادیانیوں اور ان کے پشت پناہوں کی اس ڈھٹائی کی داد دیجئے کہ وہ اس کے باوجود قادیانیوں کو مسلمانوں کے ساتھ شمار کرنے پر بضد ہیں اور اس کے لئے اپنا پورا زور صرف کر رہے ہیں۔

آج کی اس کانفرنس کے حوالہ سے میں قادیانیوں کی بے جا حمایت اور پشت پناہی کرنے والے اداروں اور حلقوں کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ وہ زمینی حقائق کو تسلیم کریں اور قادیانیوں کی بلا جواز حمایت کر کے نہ اپنا وقت ضائع کریں اور نہ ہمارا۔ کیونکہ قادیانیوں کے لئے اس کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے کہ یا تو وہ غلط عقائد سے توبہ کر کے مسلمانوں میں واپس آ جائیں اور اگر یہ ان کے مقدر میں نہیں ہے تو مسلمانوں کے ساتھ شمار ہونے کی ضد چھوڑ کر اپنے لئے الگ نام، اصطلاحات اور علامات کا تعین کریں، اس کے علاوہ ان کے لئے اور کوئی آپشن موجود نہیں ہے۔

(روزنامہ اوصاف اسلام آباد، ۱۲،۱۳ اپریل ۲۰۱۸ء)

## بقیہ:......... اداریہ

آوازسن کرزورزور سے چلاتا ہے۔اس کی آوازسن کرجنگل کے سارے تیتر یہ سوچ کرکہ یہ اپنی قوم کا ہے،ضرورکسی پریشانی میں ہے،چلومددکرتے ہیں،کھنچے چلے آتے ہیں اورشکاری کے بچھائے ہوئے جال میں پھنس جاتے ہیں۔شکاری مسکراتے ہوئے آتا ہے اور پالتوتیتر کوالگ اور سارے تیتروں کوالگ جھولے میں ڈال کرگھرلاتا ہے۔پھراپنے پالتوتیتر کے سامنے پکڑے گئے سب تیتروں کوایک ایک کرکے کاٹتا ہے،مگر پالتوتیتر اُف تک نہیں کرتا،اسے اپنے حصے کی خوراک:کاجو،کشمش،بادام جوملِ رہاتھا۔کم وبیش یہی حالت آج کے مسلمانوں کی بھی ہوگئی ہے۔شکاری نے ایسے نہ جانے کتنے تیترپال رکھے ہیں جن کی وجہ سے قوم دشمن کے جال میں پھنستی ہے اوریہ کٹتا ہوادیکھتے ہیں،مگراُف تک نہیں کرتے،کیونکہ ان کوان کے حصہ کی خوراک مل جاتی ہے۔

اس کے برعکس ایک سمجھداراورعادل حکمران کی سوچ بھی ملاحظہ فرمائیں:کہتے ہیں کہ ایک حاکم اپنے مشیروں اورچندفوجی افسروں کے ساتھ بازارکاگشت کررہاتھا کہ اس نے ایک پرندے بیچنے والے کودیکھا جوایک پرندوں سے بھراہواپنجرہ ایک دینارکابیچ رہاتھا،جبکہ اس کے پاس ایک اورپنجرے میں ویساہی ایک اکیلاپرندہ تھاجس کی قیمت وہ دس دینارمانگ رہاتھا،حاکم وقت کواس عجیب فرق پربہت تعجب ہواتوپوچھا:ایساکیوں؟پرندوں سے بھراہواٹوکراایک دینارکااورویساہی ایک اکیلاپرندہ دس دینارکا؟بیچنے والے نے کہا:حضور!یہ والااکیلاسکھایاہواہے،جب بولتا ہے تواس کے دھوکے میں آکرباقی کے پرندے جال میں پھنس جاتے ہیں،اس لئے یہ قیمتی ہے اوراس کی قیمت زیادہ ہے۔حاکم وقت نے دس دیناردے کروہ پرندہ خریدا،نیفے سے خنجرنکال کرپرندے کاسرتن سے جداکیااورزمین پرپھینک دیا۔عسکری وسیاسی مصاحبوں نے تعجب سے پوچھا:حضور!یہ کیاکردیاہے؟اتنامہنگااورسکھلایاہواپرندہ خریدکرماردیا؟حاکم وقت نے کہا:یہی سزاہونی چاہئے ہراس خائن اورچرب زبان منافق کی،جواپنی ہی قوم کے لوگوں کواپنی بولی سے بلاکران سے خیانت کرے۔

دورجانے کی ضرورت نہیں،گزشتہ سالوں میں سوات میں ایک ڈرامہ رچایاگیا،ایک اسکول پرحملہ کرایاگیا،جس میں ملالہ نامی ایک بچی زخمی دکھائی گئی،پھرکیاتھاکہ پاکستان سمیت پوری دنیاکامیڈیاصبح وشام،رات دن ایک ہی بات کی رٹ لگاتارہاکہ یہ تعلیم پرحملہ ہواہے،ایسےلوگوں کوعبرت ناک سزاملنی چاہئے۔اورپھرملالہ کی آؤبھگت یہاں تک کہ اسے نوبل انعام کاحق دارگرداناگیا۔دنیابھرمیں پاکستان کوبدنام کرنے کے بعداب وہ چنددنوں کے لئے واپس پاکستان آگئی ہے توہماراوزیراعظم اس کااستقبال کررہاہے،خصوصی پروٹوکول اسے دیاجارہاہے۔افسوس صدافسوس!

سوال صرف اتناہے کہ مدرسہ پرحملہ ہوتاہے اورڈیڑھ سوسے زائدطلبہ شہیداورسینکڑوں زخمی ہوجاتے ہیں توکوئی جھوٹے منہ بھی اس کی مذمت نہیں کرتااوراگریہ حملہ کسی اسکول پرہوتاہے توساری دنیاچیخ اُٹھتی ہے،نہ صرف اس کی مذمت کی جاتی ہے،بلکہ اسے تعلیم پرحملہ قراردیاجاتاہے توآخریہ تضادکیوں؟!

ان شہیدطلبہ کے ہاتھوں میں جوقرآن کریم ہے،کیایہ اللہ کاکلام نہیں؟!کیایہ مقدس کتاب نہیں؟!کیااس کے کوئی حقوق نہیں؟!کیایہ اللہ تعالیٰ کے سامنے احتجاج نہیں کرےگا؟!کیایہ مسلم حکمرانوں کے اس کردارکواللہ تعالیٰ کے سامنے نہیں رکھےگا؟!سوچاجائے کہ اس وقت ان حکمرانوں کے پاس کیاجواب ہوگا؟!

لگتایہ ہے کہ اسلامی ممالک کے حکمرانوں کانظریہ اورفلسفہ وہی ہے جومغرب اورلبرل ازم کے بانیوں کاہے کہ علم صرف وہی ہے جس سے سرمایہ اورآمدنی میں اضافہ ہوتاہو،جوسراسرمحض عقل انسانی اورتجربہ کی الٹ پلٹ سے اخذکیاگیاہے۔ان کے نزدیک جوشخص وحی الٰہی اورعلوم وحی کاانکارکرتاہے اوران سے ہدایت نہیں لیتا،وہی روشن خیال ہے اورجوشخص علوم وحی اوران کے حاملین سے رجوع کرتاہے،ان کے نزدیک وہ روشن خیال نہیں۔ان کے نزدیک نفس انسانی ایک آزاداورخودمختاروجودہے،اس نفس کوکسی خارجی ذرائع سے ہدایت وراہنمائی کی ضرورت نہیں،لہٰذاایسی سوچ کے حاملین کے ہاں تزکیہ وتصفیہ اورنفس وذات کی تعمیروتشکیل بےمعنی چیزیں ہیں،اسی لئے علماءاوردینی تعلیم کی کیاضرورت ہے؟!ان کے نزدیک خیروشر،حق وباطل،معروف ومنکر،حلال وحرام،جائزوناجائزکی اصطلاحات احمقانہ اصطلاحات ہیں۔ان کے نزدیک اصل خیراورہدایت صرف آزادی کاعقیدہ ہے۔اس کے سواتمام تصورات خیر،جہالت اورضلالت ہیں۔ان کے نزدیک اگرکوئی فرداپنی ذاتی زندگی میں کوئی مذہب یاامورخیرمیں سے کوئی راہ یانظریہ اپناتاہے تواپنالے،ریاست اورحکومت کواس سے کوئی دلچسپی نہیں،لیکن وہ اپنے اس

تصورِ خیر یا مذہب کو صرف آزادی کے عقیدے کے تابع رکھے۔ اگر یہ خیر اس کے نظریہ آزادی کے عقیدے کے لئے خطرہ بنے تو جان راس جو لبرل ازم کا سب سے بڑا سیاسی فلسفی ہے وہ لکھتا ہے کہ ایسے لوگوں کو اس طرح ختم کر دیا جائے جس طرح جراثیموں کو ختم کیا جاتا ہے۔ لگتا یہی ہے کہ دنیا بھر میں مسلمانوں کا قتل عام لبرل ازم کے اس اصول کے تحت اسی لئے ہو رہا ہے۔

لبرل ازم کا بڑا فلسفی جان رالز اپنی کتاب ''پولیٹیکل لبرل ازم'' میں یہی جارحانہ، متشددانہ، دہشت گردانہ نقطۂ نظر پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

''لبرل ازم کے پیش کردہ آفاقی تصورِ عدل اور لبرل سرمایہ دارانہ معاشرے کی اقدار کے مخالفین و منکرین جو اس اعلیٰ ترین نظامِ زندگی کو تلپٹ کرنا چاہتے ہیں، ان کو نہایت بے رحمی کے ساتھ پوری طاقت سے اس طرح کچل دینا چاہئے جس طرح جنگلوں کو اور جراثیم کو ختم کیا جاتا ہے، تاکہ یہ وحشی اور جنونی' لبرل نظام عدل کو تہس نہس نہ کر سکیں۔'' (بحوالہ علماء کی تنخواہیں کم کیوں ہیں؟ ص:۳۷، جناب سید خالد جامعی صاحب)

اس لئے مغرب میں لوگوں کو مذہب کے صرف اتنے حصے پر عمل کی آزادی ہے، جتنا حصہ لبرل تصورِ آزادی اور عقیدۂ عقلیت سے ہم آہنگ ہو، اسی فلسفے کی بنا پر مذہب صرف حکومتوں سے ہی نہیں، بلکہ لوگوں کی ذاتی زندگی سے بھی بے دخل ہوتا جا رہا ہے، العیاذ باللہ!

بحیثیت مسلمان حکمران ہوں یا عوام، کسی ادارے کا سربراہ ہے یا کسی گھر کا نگران، ہم میں سے ہر ایک کو اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے یہ سوچنا چاہئے کہ میں اپنے فرائض اور اپنی ذمہ داریوں کو پورا کر رہا ہوں یا نہیں۔ مسلمان ہونے کی حیثیت سے کیا میں اپنے اللہ کے احکامات اور اپنے نبی کی تعلیمات پر عمل کر رہا ہوں یا نہیں؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ میں اپنے خالق و مالک اور اپنے رب کو بھلا کر اس کے احکامات کو پس پشت ڈال کر خواہشات کا بندہ بن گیا ہوں، اگر ایسا ہے تو ایسے لوگوں کے لئے قرآن کریم میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''ولاتکونوا کالذین نسوا اللّٰہ فأنساھم أنفسھم أولئک ھم الفاسقون۔'' (الحشر:۱۹)

''(اے مسلمانو!) تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ، جنہوں نے خدا تعالیٰ کو بھلا دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے ان کے نفسوں کی بہتری بھی بھلا دی، وہی (یعنی یہ سزا ان لوگوں کو ملتی ہے) جو اللہ تعالیٰ کے قانون کو توڑنے والے ہیں۔''

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

''أفرأیت من اتخذ الٰھہٗ ھواہ وأضلّہ اللّٰہ علیٰ علم۔'' (الجاثیہ:۲۳)

''کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش نفسانی کو اپنا معبود بنا لیا ہے اور باوجود سمجھ کے اللہ تعالیٰ نے اسے گمراہ کر دیا ہے (کیونکہ اس گمراہ نے اللہ تعالیٰ سے ہدایات لینا چھوڑ دی ہیں)۔''

قرآن کریم کی ان دونوں آیات میں غور و فکر کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ہدایات الٰہیہ سے منہ موڑنے سے انسان گویا اندھا، بہرہ اور بے بصیرت ہو جاتا ہے، یعنی اس کو صحیح اور غلط کی تمیز نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کی تلاش کی فکر ہوتی ہے، بلکہ وہ اپنی قوم، مذہب اور راہِ حق کو اپنی راہ میں رکاوٹ اور ناکامی کا سبب سمجھتا ہے اور غیروں کی کاسہ لیسی، ان کی خوشنودی اور ان کے ہر عمل اور کام کو صحیح سمت اور کامیابی کا زینہ سمجھتا ہے۔ فاعتبروا یا أولی الأبصار

اللہ تبارک و تعالیٰ کشمیر، فلسطین، شام اور افغانستان کے شہداء کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے، ان کے لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق سے نوازے، ان شہداء کے خون کی برکت سے اُمت مسلمہ کو بیدار ہونے اور متحد و متفق ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ مسلم ممالک کے حکمرانوں سمیت ہم سب کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ دشمنانِ دین کی مکاریوں، فریب کاریوں، اور ان کے ناپاک عزائم سے ہم سب کو محفوظ فرمائے، آمین۔

اللّٰھم أرنا الحق حقًا وارزقنا اتباعہ وأرنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابہ

وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلٰی آلہٖ وصحبہٖ أجمعین

(۳) موجودہ حالات میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا پس منظر اور پیش منظر کے موضوع پر

# علماء کنونشن گجرات سے مولانا اللہ وسایا کا خطاب

## اور اسلام آباد ہائی کورٹ کا تاریخی اور تفصیلی فیصلہ

۱۰ر مارچ ۲۰۱۸ء کی ختم نبوت کانفرنس بادشاہی مسجد لاہور کی تیاری کے لئے جگہ جگہ علماء کرام کے ضلعی کنونشن منعقد ہوئے۔ اس سلسلہ کا ایک کنونشن ۵ر مارچ ۲۰۱۸ء کو ضلع گجرات کے علماء کرام کا جامعہ حنفیہ پنجن کسانہ میں منعقد ہوا۔ اس میں شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ العالی کا بیان ہوا۔ جسے مولانا قاضی احسان احمد صاحب اور دیگر احباب کی خواہش پر مولانا محمد رضوان عزیز صاحب نے اسے کیسٹ سے کاغذ پر منتقل کرایا۔ اس پر نظر ثانی اور حوالہ جات کا کام مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ نے کیا۔ اب یہ انتہائی تاریخی واہم دستاویز بن گئی ہے، گویا ۲ر اکتوبر ۲۰۱۷ء سے ۱۰ر مارچ ۲۰۱۸ء تک حکومتی کارستانیاں اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد، کوششیں اور کاوشوں کا مفصل تذکرہ اس میں آ گیا ہے۔ افادۂ عام کی غرض سے اسے کتابچہ کی صورت میں شائع کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

*"48A. Status of Ahmadis etc. to remain unchanged.-*

*(1) Notwithstanding anything contained in this Act or any other law for the time being in force including Rules or forms prescribed thereunder, the status of Quadiani Group or the Lahori Group (who call themselves 'Ahmadis' ,or by any other name) or a person who does not believe in the absolute and unqualified finality of the Prophethood of Muhammad (peace be upon him), the last of the prophets or claimed or claims to be a Prophet, in any sense of the word or of any description whatsoever, after Muhammad (peace be upon him) or recognizes such a claimant as a Prophet or religious reformer shall remain the same as provided in the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan,1973.*

*(2) If a person has got himself enrolled as voter and objection is filed before the Revising Authority notified under this Act that such a voter is not a muslim, the Revising Authority shall issue a notice to him to appear before it within fifteen days and require him to sign a declaration reproduced below regarding his belief about the absolute and unqualified finality of the Prophethood of Muhammad (Peace be upon him) In case he refuses to sign the declaration as aforesaid, he shall be deemed to be a Non-Muslim and his name shall be deleted from the joint electoral rolls and added to a supplementary list of voters in the same electoral area as Non- Muslim. In case the voter does not turn up in spite of service of notice, an ex-parte order may be passed against him.*

***Declaration and oath:***

*I.________________(name of the voter), do solemnly swear that I believ in the absolute and unqualified finality of the Prophethood of Muhammad (Peace be upon*

him), the last of the prophets and that I am not the follower of anyone who claims to be a Prophet in any sense of the word or of any description whatsoever after prophet Muhammad (Peace be upon him), and that I do not recognize such a claimant to be prophet or a religious reformer, nor do I belong to the Qadiani group or the Lahori group or call myself an Ahmadi.

(Name and Signature of Voter)

میں .................................. (ووٹر کا نام) حلفیہ اقرار کرتا/کرتی ہوں کہ میں خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط طور پر ایمان رکھتا/رکھتی ہوں اور یہ کہ میں کسی ایسے شخص کا/کی پیروکار نہیں ہوں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس لفظ کے کسی بھی مفہوم یا کسی بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعوے دار ہو اور نہ ہی میں ایسے دعوے دار کو پیغمبر یا مذہبی مصلح مانتا/مانتی ہوں اور نہ ہی میں قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ سے تعلق رکھتا/رکھتی ہوں یا خود کو احمدی کہتا/کہتی ہوں۔ (ووٹر کا نام و دستخط)

**3. Amendment of section 241 in Act XXXIII of 2017.**

In the said Act, in section 241, in clause (f), before the semicolon, the expression "except Articles 1, 7B and 7C" shall be omitted.

**STATEMENT OF OBJECTS AND REASONS**

The Bill seeks to incorporate and reaffirm the provisions of Articles 7B and 7C of the Conduct of General Elections Order, 2002 (Chief Excutive's Order No.7 of 2002) through addition of a new section 48A in the Elections Act, 2017. This Bill is in accordance with the suggestion earlier made by the Government in this regard. Hence, this Bill.

ZAHID HAMID

MINISTER FOR LAW & JUSTICE

..............................................................

**﴿الیکشن ایکٹ 2017ء میں ترمیم﴾**

یہ کہ درج ذیل مقاصد کے لئے الیکشن ایکٹ 2017ء (XXX111-2017) ضروری ہے

قانون سازی درج ذیل ہے:

1. مختصر سرورق اور آغاز

[۱] یہ ایکٹ الیکشن ترمیم 2017ء ہے۔

[۲] اس کا اطلاق فوری ہوگا۔

2. ایکٹ XXX-111-2017 میں سیکشن 48-A کا داخلہ

الیکشن ایکٹ 2017 (XXX-111-2017) میں 48-A اندراج کیا جائے گا۔

**48-A احمدیوں کی حیثیت غیر تبدیل شدہ**

1- باوجود یہ کہ وقتی طور پر اس ایکٹ میں یا دیگر قانون نافذ کردہ بشمول اس میں شامل قوانین یا فارمز کے تحت قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ وہ جنہیں احمدیوں یا دیگر نام کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں یا وہ شخص جو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری رسول ماننے پر ایمان نہ رکھتے ہوں یا اس لفظ کے کسی بھی مفہوم یا کسی بھی تشریح میں اپنے آپ کو رسول ہونے کا دعویٰ کریں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اپنے آپ کو بطور رسول یا مذہبی مجدد کہلائے، جیسا کہ اسلامی جمہوری پاکستان کے آئین 1973ء میں فراہم کیا گیا ہے۔

2- اگر کوئی شخص اپنے آپ کو بطور ووٹر اندراج کرائے اور اس ایکٹ کے تحت مستند اتھارٹی کو اعتراض اندراج کراتا ہے کہ مذکورہ ووٹر مسلمان نہیں ہے تو متعلقہ اتھارٹی کو نوٹس جاری کرے گا کہ وہ 15 دن کے اندر ان کے سامنے پیش ہو اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری رسول ہونے پر ایمان رکھنے کا درج ذیل اقرار نامہ پر دستخط کرے، اگر وہ اس اقرار نامہ پر دستخط کرنے سے انکار کرے تو وہ غیر مسلم تصور کیا جائے گا تو اس کا نام مشترکہ الیکٹرول رولز میں سے خارج کردیا جائے گا اور غیر مسلم کی حیثیت سے اس کا نام الیکٹروایریا میں ووٹرز کی ضمنی لسٹ میں شامل کیا جائے گا۔ نوٹس کی سروس کے باوجود ووٹر حاضر نہ ہو تو اس کے خلاف یکطرفہ آرڈر پاس کیا جائے گا۔ (جاری ہے)

# حضرت مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی مدظلہ کا دورۂ کراچی

رپورٹ: مولانا حافظ محمد کلیم اللہ نعمان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما حضرت مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی مدظلہ گزشتہ دنوں کراچی کے چھ روزہ دورہ پر تشریف لائے، بعدازاں عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے لئے روانہ ہوئے، ان کے دورۂ کراچی کی کارگزاری پیش خدمت ہے:

☆...... بروز منگل بعد نماز عصر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی دفتر میں طلبا کو وعظ و نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ علماء، انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں، لہٰذا دینی علوم حاصل کرنے والے طلبا کو احساس کمتری کا شکار بالکل نہیں ہونا چاہئے، کیونکہ علم دین حاصل کرنے والوں کو انبیاء کرام کے وارث کہا گیا ہے۔ اس لئے تمام طلبا سے گزارش ہے کہ اپنے آپ کو مطالعہ کا عادی بناؤ اور خوب دل لگا کر محنت سے پڑھو، سیرت کا خوب مطالعہ کرو اور پھر اپنے آپ کو تحفظ ناموس رسالت وعقیدۂ ختم نبوت کے کام سے منسلک کر کے افواج ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں شامل کرالو۔

☆...... بعد نماز عشاء جامع مسجد دکھنی پاکستان چوک میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ پاک کے ہم پر بہت احسانات ہیں، ان میں سے ایک احسان ایمان کی دولت ہے، سب سے بڑا احسان یہ کہ مجھے اور آپ کو اس امت میں پیدا فرمایا۔ خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"لوگو! اللہ تعالیٰ کا احسان اور شفقت دیکھو! نبیوں میں، میں تمہارے حصہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم آیا اور امتیوں میں تم لوگ میرے حصے میں آئے۔"

ہمیں یہ اتنی بڑی نعمت حاصل ہوئی کہ اس سے بڑی نعمت پوری کائنات میں کوئی نہیں کہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نبی ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد قیامت آئے گی لیکن کوئی نیا نبی نہیں آ سکتا، لہٰذا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا منکر ہو وہ کافر ہے۔ اس سبق کو عام کرو، بچوں کو، بڑوں کو، عورتوں کو یاد کراؤ، میری تمام اسلامی بہنیں اس بات کا التزام کریں کہ چھوٹے بچوں کو سیرت النبی اور صحابہ کرامؓ کے واقعات سنائیں تاکہ ان بچوں کے ذہن میں صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہی رچ بس جائے، بچوں کو آداب، سیرت، اخلاق یہ سکھانے کی ضرورت ہے، اس پر توجہ دیں تاکہ اولاد دنیا میں راحت کا ذریعہ بنے۔

☆...... بروز جمعرات صبح ۱۱ بجے جامعہ اشرف المدارس کے طلبا میں مولانا عبدالحئی مطمئن نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت سے متعلق ضروری معلومات اور آگاہی حاصل کرنے کے لئے ہمارے بزرگوں نے ایک مختصر کورس ترتیب دیا ہے جو کہ سالانہ چھٹیوں میں بیس روزہ چناب نگر میں کرایا جاتا ہے۔ وفاق کا امتحان ختم ہونے کے دوسرے دن طلبا سفر کرتے ہیں اور چناب نگر پہنچتے ہیں، طلبا کے رہائش، طعام وغیرہ کا انتظام ادارہ خود کرتا ہے۔ اس کورس میں درجہ رابعہ سے ثامنہ تک کے طلبا شریک ہوسکتے ہیں اور جو حضرات دورۂ حدیث کرچکے ہیں ان کے لئے ایک سالہ تخصص فی الختم نبوت کرایا جاتا ہے۔

مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی نے بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی گواہی پوری کائنات دیتی ہے صرف یہ قادیانی فتنہ اس کو نہیں مانتا، ایک واقعہ جانور سے متعلق آتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص گوہ لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا اس نے کہا: "اے محمد! اگر اس گوہ نے تمہاری نبوت کی گواہی دی تو میں ایمان لے آؤں گا۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گوہ سے فرمایا: "اے گوہ! بتاؤ میں کون ہوں؟" اس نے فوراً فصیح عربی زبان میں جواب دیا کہ "آپ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول ہیں۔"

میرے محترم دوستو! جانور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی گواہی دے اور ہم منکرین ختم نبوت کو برداشت کریں یعنی ختم نبوت کے چوروں کو ہم کچھ نہ کہیں، ایسا ممکن نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر کوئی سمجھوتا نہیں کریں گے، مسلمان اپنے اوپر سب کچھ برداشت کرسکتا ہے لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر کوئی آنکھ میلی کسی صورت برداشت نہیں کرسکتا۔

☆...... بروز جمعرات بعد نماز مغرب جامع

مسجد عمر فاروق کیماڑی میں مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالحیٔ مطمئن نے عقیدۂ ختم نبوت سے متعلق مختصر بیان کیا۔اس کے بعد حضرت مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی نے بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اولاد فرمانبردار اس وقت ہوگی جب آپ بچپن سے دینی ماحول میں رکھیں۔ہم بچوں کو دینی تعلیم وتربیت دینے میں کوتاہی کرتے ہیں۔ہمارے بچے اسکول وکالج کے ماحول میں بڑے ہوتے ہیں تو دین اسلام کے عقائد ونظریات سے خاطر خواہ آگاہی نہیں ہوتی،نتیجتاً جلد قادیانیوں اور دوسرے گمراہوں کے ہتھے چڑھ جاتے ہیں۔اس لئے اپنے بچوں کو اسلام کے بنیادی عقائد خصوصاً عقیدۂ ختم نبوت سے متعلق ضروری معلومات ازبر کروائیں تاکہ وہ اپنا دین وایمان محفوظ رکھ سکیں۔

☆......جامعہ فاروقیہ فیز ٹو حب ریور روڈ میں مولانا ڈاکٹر محمد عادل خان نے ختم نبوت سے متعلق پروگرام میں بیان کرتے ہوئے کہا کہ اکابرین کی زندگیاں عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت میں لگی ہوئی ہیں،الحمدللہ! ہمارے اس ادارے میں درس وتدریس کے دوران عقیدۂ ختم نبوت سے متعلق طلبا کو آگاہ کیا جاتا ہے۔اس موقع پر مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی صاحب نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ اللہ کا بہت احسان ہے کہ ہمیں اللہ نے اپنے دین کی حفاظت کے لئے منتخب کیا ہے ورنہ ہم اس قابل نہ تھے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کی حفاظت کے لئے ہر مسلمان کو کوشش ومحنت کرنی چاہئے۔

☆......شام ۶ بجے جامعۃ الصفہ سعید آباد میں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آج وہ دور ہے جس کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اے صحابہ! ایک دور ایسا آئے گا کہ دین پر چلنا ایسا ہوگا جیسا ہتھیلی پر انگارا رکھنا مشکل ہے۔اس دور میں دین کے تقاضوں پر عمل کرنے والے شخص کو تمہارے پچاس افراد کے برابر اجر ملے گا۔مولانا نے سامعین سے فرمایا کہ دین پر چلنے کے لئے علماء کرام سے وابستہ رہیں اور دینی ماحول اپنائیں۔

☆......اسی طرح بعد نماز مغرب جامعہ ابوہریرہ بلدیہ ٹاؤن میں بیان کرتے ہوئے بڑے کرب سے فرمایا کہ ہماری نوجوان نسل کو اس انگریز نے موبائل کا فتنہ دے کر لایعنی اور فضول مشغولیات میں مبتلا کردیا ہے،اب جس کو دیکھو وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑ کر بے فکری کی زندگی گزار رہا ہے۔علماء کرام انبیاء کرام کے نائب ہیں، اگر وہ ہماری رہنمائی نہ فرمائیں تو اللہ پاک ان سے پوچھے گا،اس لئے علماء کرام نے اس اہم کام پر اپنے آپ کو لگا رکھا ہے۔

☆......بعد نماز عشاء جامع مسجد شاہی آباد اورنگی ٹاؤن میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبدالحیٔ مطمئن نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ اللہ پاک کا ہماری جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پر بہت احسان ہے کہ اکابرین کا سایہ ہر دور میں رکھا اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہمیں ہر وقت بیدار رکھا۔مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا اعلان روز روشن کی طرح واضح ہے،اس پر اگر کسی کو شک ہو وہ کافر ہے اور قادیانی بھی کافر ہیں۔ایک مسئلہ سمجھو کہ ختم نبوت کو ہم بھی مانتے ہیں اور قادیانی بھی مانتے ہیں لیکن اصل اختلاف یہ ہے کہ وہ ختم نبوت سے آخری نبی مرزا قادیانی کو مانتے ہیں جبکہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی آخری نبی مانتے اور تسلیم کرتے ہیں۔

☆......بروز جمعہ جامع مسجد باب الرحمت شادمان ٹاؤن میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ پاک نے ہمیں ایسا نبی عطا کیا ہے،جس پر پوری کائنات کو ناز ہے،نبیوں نے اس امت میں شامل ہونے کی خواہش کا اظہار کیا،وہ بہت بدبخت ہیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر مرزا غلام احمد قادیانی کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔یاد رکھو دین اسلام کا سب سے اہم مسئلہ عقیدۂ ختم نبوت کا ہے،کیونکہ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا تقدس رہا اور ان کے تاج ختم نبوت کی حفاظت رہی تو پھر تمام دین کی حفاظت رہے گی، کیونکہ ہمیں تمام اعمال اور احکام حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی بدولت ملے ہیں۔اللہ پاک ہم سب کو عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے تادم آخر قبول فرمائے۔آمین۔

☆......بروز جمعہ ہی بعد نماز عشاء جامع مسجد مکہ منظور کالونی میں تین روزہ ختم نبوت کورس کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کورس کی اہمیت کا اندازہ آپ کو ابھی شاید نہ ہو لیکن یاد رکھو! اس کورس سے آپ کو بہت فائدہ ہوگا۔عقیدۂ ختم نبوت کیا ہے؟ اس کے تقاضے کیا ہیں؟ منکرین ختم نبوت کون ہیں؟ ان کے عقائد کیا ہیں؟ ان سے میل جول، تعلقات، لین دین جیسے معاملات میں کیا موقف اختیار کرنا چاہئے ان سب سے آگاہی حاصل ہوگی۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس فتنہ کی زہرناکی سے بچائے۔آمین۔

☆...... بروز ہفتہ بعد نماز مغرب جامعہ حمادیہ شاہ فیصل ٹاؤن میں چناب نگر ختم نبوت کورس کے لئے طلبا کی تشکیل کے بعد بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیدا فرما کر بہت احسان کیا کہ ہم قیامت کی صبح تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امتی ہی کہلائیں گے،دوسرے کسی نئے نبی پر ایمان لانا نہیں

ہوگا، البتہ جو انبیاء گزر چکے ہیں، ان پر ایمان ہر مسلمان کا ہونا فرض ہے۔

☆...... بروز اتوار صبح آٹھ بجے مدرسہ انوار العلوم کورنگی میں مسجد کی افتتاحی تقریب سے بیان کرتے ہوئے مولانا سید عتیق الحسن الحسینی نے کہا کہ مساجد آباد ہونے سے پورے علاقہ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ پیر طریقت مولانا محمد نعمان ارمان مدنی نے کہا کہ الحمدللہ! علماء کرام کی محنت سے دین اسلام دنیا کے ہر کونے میں پہنچ رہا ہے۔ مولانا عبدالحی مطمئن نے کہا کہ اللہ پاک جس کو دین کی محنت کے لئے قبول فرمالیں وہ اللہ کا احسان ہے، اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں۔ مولانا حسین علی نے کہا کہ اکابرین کی توجہات اور اساتذہ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ اللہ پاک نے ہمیں اس قابل بنایا کہ ہم دین کے لئے محنت کرتے ہیں۔ مہمان خصوصی مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی نے فرمایا کہ اللہ پاک تمام حضرات کی محنت کو قبول فرمائے اور ہم سب کو آخری سانس تک دین کی محنت نصیب فرمائے۔ آمین۔

☆......اسی روز بعد نماز عشاء دہلی کالونی شمیم مسجد میں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ دوستو! ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں اور طور طریقوں کو چھوڑ کر غیروں کی تہذیب اور طریقوں کو اپنایا ہوا ہے، یہ قرین انصاف نہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کرنی چاہئے، اسی میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔

بروز اتوار رات ۱۰ بجے منظور کالونی میں تین روزہ ختم نبوت کورس کے اختتام پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس کورس کے دوررس نتائج نکلیں گے اور شرکاء اپنے اندر تبدیلی محسوس کریں گے۔ حضرت مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی صاحب نے دعا کراتے ہوئے کہا کہ اللہ پاک اس کورس کو قبولیت عطا کرے، جتنے احباب نے اس میں شرکت کی سب کو اللہ اجر عظیم عطا کرتے ہوئے سب کو ناموس رسالت کی حفاظت کے لئے قبول فرمائے اور سب کو اس عقیدۂ ختم نبوت پر ثابت قدمی نصیب کرے، آمین ثم آمین۔

## مولانا عزیز الرحمٰن ثانی صاحب کا تین روزہ دورہ کوہاٹ

کوہاٹ.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم نشر واشاعت جناب مولانا عزیز الرحمٰن ثانی صاحب ۲۳/ مارچ ۲۰۱۸ء کو تین روزہ دورے پر کوہاٹ تشریف لائے اس دورے کے دوران انہوں نے مختلف پروگرامات میں عوام الناس، علماء کرام، طلباء کرام، کارکنان ختم نبوت سے خطاب فرمایا۔ ۲۳/ مارچ کو خطبہ جمعہ جامع مسجد صدیقیہ خٹک کالونی میں فرمایا۔ جس میں انہوں نے فرمایا کہ کوئی آدمی بھی صرف کلمہ طیبہ کے اقرار سے مسلمان نہیں بن سکتا جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ورسول ہونے کا اقرار نہ کرے۔ نماز جمعہ کے بعد کوہاٹ کی مشہور مذہبی شخصیت ومہتمم مدرسہ انوار القرآن خٹک کالونی، حضرت مولانا محمد شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ اور ان کے فرزند حضرت مفتی محمد یحییٰ صاحب اور کوہاٹ کے معروف مبلغ حضرت مولانا محمد عظیم صاحب سے ملاقات ہوئی۔

دوسرا پروگرام اسی روز بعد از نماز عصر جامع مسجد غلہ منڈی کوہاٹ شہر میں منعقد ہوا۔ جس میں ضلع بھر کے ختم نبوت کے کارکنان نے شرکت کی اور مولانا عزیز الرحمٰن ثانی کا تفصیلی خطاب ہوا بعد از نماز عشاء گارڈن کالونی میں درس قرآن کے عنوان پر مولانا عزیز الرحمٰن ثانی صاحب نے ختم نبوت کے عنوان پر تفصیلی گفتگو فرمائی۔ خطیب جامع مسجد گارڈن کالونی حضرت مولانا محمد عمران صاحب بھی موجود رہے۔

اگلے روز ۲۴/ مارچ کو مولانا نے اقرأ تربیت الاطفال میں جلسہ دستار بندی سے خطاب کیا۔ اور کامل الحفظ طلباء کی دستار بندی کی۔ ۲۴/ مارچ کو بعد از نماز ظہر جامعہ انوار الصحابہ عیدگاہ جنگل خیل میں طلباء کنونشن کے عنوان پر دینی وعصری طلباء کا اجتماع ہوا۔ جس میں طلباء نے بھرپور شرکت کی۔ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی صاحب نے طلباء کرام کو چناب نگر میں ''ختم نبوت کورس'' میں شرکت کی دعوت دی۔

۲۴ مارچ کو بعد از نماز مغرب مدنی جامع مسجد کے ڈی اے کوہاٹ میں سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں کوہاٹ کی اس پوش بستی کے باسیوں نے بھرپور شرکت کی۔ علاقے کی تمام مساجد کے علماء وائمہ کرام نے اس کانفرنس کی کامیابی کے لئے انتھک محنت کی۔ اس کانفرنس کی صدارت ضلعی سرپرست شیخ الحدیث حافظ عطاء المنان صاحب نے فرمائی۔ اور اپنے افتتاحی بیان میں فرمایا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایک غیر سیاسی جماعت ہے اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کے تحفظ کی جنگ لڑ رہی ہے۔ لھذا ہم اکابرین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ہر حکم کے پابند ہیں۔ اس کانفرنس کے مہمان خصوصی حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی صاحب تھے۔ انہوں نے اپنے خطاب میں حکمرانوں سے شکوہ کیا کہ جن لوگوں نے ملک کو لعنتی سرزمین کہا، ایٹمی راز فاش کئے، ملک وقوم سے غداریاں کیں۔ ان بدبختوں کے نام پر یونیورسٹی کے شعبہ جات کے نام رکھے جاتے ہیں۔ جو کہ ملک اور مسلمانان پاکستان کے ساتھ سخت ناانصافی ہے۔ ہم اس کی شدید مذمت کرتے ہیں۔ یہ کانفرنس سرپرست عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوہاٹ، شیخ الحدیث حافظ عطاء المنان صاحب کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

# رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام

(۱۸)

حافظ عبیداللہ

## کیا مرزا قادیانی صلیب پرستی کو ختم کرنے یا کم کرنے میں کامیاب ہوا؟

اب فیصلہ بہت آسان ہے، کیا مرزا قادیانی کے زمانے میں عیسائی دین کا خاتمہ ہوگیا؟ کیا تمام ملل باطلہ ہلاک ہوگئیں؟ کیا تمام لوگ ایک مذہب پر جمع ہوگئے؟ کیا صلیب ٹوٹ گئی؟ کیا تمام مسلمان سچے اور متقی بن گئے اور عیسائی اپنے مصنوعی خدا کو بھول گئے اور انہوں نے خدائے واحد کی عبادت شروع کردی؟ ہرگز نہیں، مرزا قادیانی کی موت کے بعد ہندوستان میں عیسائی ترقی کا حال جاننے کے لئے ہمارے سامنے لاہوری مرزائی فرقے کا اخبار پیغام صلح مورخہ 6/ مارچ 1928 یعنی مرزا قادیانی کی موت کے تقریباً 20 سال بعد کا شمارہ ہے، اس میں لکھا ہے:

’’آج سے ڈیڑھ سو سال قبل ہندوستان میں عیسائیوں کی تعداد چند ہزار سے زیادہ نہیں تھی، لیکن آج وہ ترقی کرتے کرتے پچاس لاکھ کے قریب ہوگئے ہیں، ہندوستان کیا ممالک اسلامی کا کوئی حصہ ایسا نہ ہوگا جہاں ان کی تبلیغی کوششیں جاری نہ ہوں، اس وقت ہندوستان میں 274 مشن جاری ہیں جن میں 5034 یورپین اور 483344 ہندوستانی مبلغین کام کرتے ہیں، ان مشنوں کے زیر اہتمام 41 چھاپہ خانہ، 89 زراعتی درس گاہیں، 76 معلمی کی درس گاہیں، 418 شفا خانے، 412 یتیم خانے، 149 اخبارات ورسائل، 920 متفرق درس گاہیں جاری ہیں، ان شاندار اعداد وشمار کو مدنظر رکھتے ہوئے عیسائیوں کے وسیع اور منظم تبلیغی نظام کی اہمیت اور اس کے کام کی نوعیت بخوبی اور نہایت آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے۔‘‘ (پیغام صلح لاہور، جلد 16 نمبر 10، مورخہ 6 مارچ 1928، صفحہ 5)

’’بائبل سوسائٹی کی تازہ رپورٹ سے معلوم ہوا ہے کہ 1927ء میں یعنی صرف ایک سال کے قلیل عرصہ میں محض کلکتہ کے تبلیغی مرکز سے بائبل کے 19 لاکھ 8 ہزار نسخے ہندوستان کی مختلف زبانوں میں چھاپ کر تقسیم کیے گئے۔‘‘ (پیغام صلح، 15/ مارچ 1928ء، صفحہ 2)

یہ تو تھی مرزا کی موت کے فقط 20 سال بعد صرف ہندوستان میں عیسائی ترقی کی حالت اور وہ بھی ان کی زبانی جو مرزا قادیانی کو مسیح موعود کہتے ہیں، اگر مرزا قادیانی نے وہ کام کیا ہوتا جو حضرت مسیح علیہ السلام نے کرنا ہے تو صلیب پرستی ترقی کی طرف گامزن ہونے کے بجائے اختتام کی طرف جاتی، اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مرزا قادیانی نے پوری زندگی مسلمانوں کو قادیانی بنانے کی سعی میں گذاری نیز آج اس کی جماعت بھی اپنا سارا زور مسلمانوں کو مرتد بنانے پر صرف کرتی ہے، ہمیں یہ کہیں نہیں ملتا کہ اتنے عیسائیوں نے مرزائیت قبول کرلی تو پھر صلیب پرستی کے ستون کو توڑنے کی بات نہ جانے مرزا نے کیوں کی؟ مرزا نے ایک جگہ اپنے آنے کا مقصد صلیب پرستی کے بجائے بڑا عجیب وغریب لکھا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

’’اصل میں ہمارا وجود دو باتوں کے لئے ہے، ایک تو ایک نبی کو مارنے کے لئے اور دوسرا شیطان کو مارنے کے لئے۔‘‘ (ملفوظات، جلد 5، صفحہ 398 حاشیہ، و اخبار بدر قادیان، 9 جنوری 1908، صفحہ 9)

یہودی بڑے بلند آہنگی کے ساتھ دعویٰ کرتے ہیں کہ انہوں نے مسیح بن مریم رسول اللہ کو قتل کردیا، اور مرزا قادیانی بھی اپنے وجود کا مقصد ایک نبی (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کو مارنا بتارہا ہے، اور پھر یہ اقرار بھی کررہا ہے کہ اس کے پیدا ہونے سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام زندہ تھے اس نے آکر انہیں مارا ہے، اب مرزا قادیانی کی یہ بات ایک بار پھر پڑھیں:

’’میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہ ہی ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کروں، پس اگر مجھ سے کروڑ ہا نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں، پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے، وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی، اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود و مہدی معہود کو کرنا چاہئے تھا تو پھر میں سچا ہوں اور اگر ایسا کچھ نہ ہوا اور میں مرگیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔‘‘

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

## آخری مجدد اور آخری خلیفہ مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کا ایک اور ثبوت

مرزا قادیانی نے اپنے ظلی مسیح ہونے کا ایک اور نا قابل تردید ثبوت بھی خود ہی پیش کیا ہے اور اپنے جھوٹے ہونے پر خود ہی مہر لگادی ہے، مرزا قادیانی کی زندگی کی آخری کتابوں میں سے ایک کتاب ہے ''حقیقۃ الوحی''، اس میں ایک جگہ اپنے حق میں ظاہر ہونے والے ''آسمانی نشانوں'' کو گنواتے ہوئے سب سے پہلا نشان یوں لکھا ہے:

''پہلا نشان۔قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان اللّٰہ یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدّد لھا دینھا. رواہ ابوداؤد یعنی خدا ہر ایک صدی کے سر پر اس امت کے لئے ایک شخص مبعوث فرمائے گا جو اس کے لئے دین کو تازہ کرے گا اور اب اِس صدی (یعنی چودہویں صدی۔ناقل) کا بیسواں سال جاتا ہے اور ممکن نہیں کہ رسول اللّٰہ علیہ وسلم کے فرمودہ میں تخلف ہو۔'' (حقیقۃ الوحی، رخ22، صفحہ 200)

آپ نے دیکھا کہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو چودھویں صدی کا مجدد ثابت کرنے کے لئے ایک حدیث شریف پیش کر رہا ہے اور اس کا استدلال یہ ہے کہ یہ تحریر لکھتے وقت تک چودھویں صدی ہجری کا بیسواں سال جا رہا ہے اور ابھی تک کسی نے بھی اس صدی کا مجدد ہونے کا دعویٰ نہیں کیا صرف میں نے کیا ہے لہٰذا میں اس چودھویں صدی کا مجدد ہوں۔

اسی بات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے اگلے ہی صفحہ پر یہ الفاظ لکھتا ہے، غور سے پڑھیے گا:

''یہ بھی اہل سنت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ یہ آخری زمانہ ہے یا نہیں یہود ونصاریٰ دونوں قومیں اس پر اتفاق رکھتی ہیں کہ یہ آخری زمانہ ہے اگر چاہو تو پوچھ کر دیکھ لو۔ مری پڑ رہی ہے زلزلے آرہے ہیں۔ ہر ایک قسم کی خارق عادت تباہیاں شروع ہیں پھر کیا یہ آخری زمانہ نہیں؟ اور صلحاء اسلام نے بھی اس زمانہ کو آخری زمانہ قرار دیا ہے اور چودھویں صدی میں سے بھی تئیس (23) سال گذر گئے ہیں۔ پس یہ قوی دلیل اس بات پر ہے کہ یہی وقت مسیح موعود کے ظہور کا وقت ہے اور میں ہی وہ ایک شخص ہوں جس کے دعوے پر پچیس (25) برس گذر گئے اور اب تک زندہ موجود ہوں اور میں ہی وہ ایک ہوں جس نے عیسائیوں اور دوسری قوموں کو خدا کے نشانوں کے ساتھ ملزم کیا۔ پس جب تک میرے اس دعوے کے مقابل پر انہیں صفات کے ساتھ کوئی دوسرا مدعی پیش نہ کیا جائے تب تک میرا یہ دعویٰ ثابت ہے کہ وہ مسیح موعود جو آخری زمانے کا مجدد ہے وہ میں ہی ہوں۔'' (حقیقۃ الوحی، رخ22، صفحہ 201)

ہم یہاں اس پر بات نہیں کریں گے کہ اس کتاب کے پچھلے صفحے پر مرزا کے مطابق جب وہ یہ تحریر لکھ رہا تھا تو چودھویں صدی کا بیسواں سال چل رہا تھا، اگلے صفحے پر لکھتا ہے کہ چودھویں صدی میں سے (23) سال گذر گئے ہیں، ہم اس بات کو بھی رہنے دیتے ہیں کہ کس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ چودھویں صدی آخری زمانہ یا آخری صدی ہے؟، ہم مرزا سے یہ بھی نہیں پوچھتے کہ اس نے لکھا ہے کہ ''میں ہی وہ ایک شخص ہوں جس کے دعوے پر پچیس (25) برس گذر گئے اور اب تک زندہ موجود ہوں'' تو اگر اس نے یہ تحریر لکھنے سے پچیس برس پہلے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا تھا تو اُس وقت تو ابھی تیرھویں صدی چل رہی تھی تو وہ چودھویں صدی کا مجدد کیسے ہوا؟، ہم یہ بھی نہیں پوچھتے کہ مرزا قادیانی سے پہلے تیرہ صدیوں میں ہوئے ان (80) کے قریب مجددین میں سے جن کے نام قادیانیوں کی کتاب ''عسل مصفّٰی، صفحہ 116 تا 120 طبع 1901'' میں لکھے ہیں کس کس نے اپنے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا تھا؟، ہمارا مقصد یہاں صرف یہ بتانا ہے کہ مرزا قادیانی کا استدلال کچھ اس طرح بنتا ہے کہ حدیث شریف میں ہے کہ ہر صدی میں ایک مجدد آتا ہے، اور میں چودھویں صدی کا مجدد ہوں، اور اس بات پر اتفاق ہے کہ اس امت کا آخری مجدد مسیح موعود ہوگا جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا، اور یہ زمانہ (یعنی چودھویں صدی) آخری زمانہ ہے، یعنی مرزا کے بقول وہ اس امت کا آخری مجدد ہے۔

بلکہ مرزا قادیانی اپنی اسی کتاب میں پہلے اپنے آپ کو قرآن کریم کی آیات کی رُو سے اس امت کا ''آخری خلیفہ'' بھی لکھ چکا تھا:

''آیات قطعیۃ الدلالت سے ثابت ہوا کہ درحقیقت مسیح بن مریم فوت ہوگیا ہے اور آخری خلیفہ مسیح موعود کے نام پر اسی امت میں سے آئے گا۔'' (حقیقۃ الوحی، رخ22، صفحہ 153)

اب ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ چودھویں صدی کے بعد کوئی صدی نہ ہوتی اور دنیا ختم ہوجاتی، لیکن چودھویں صدی ختم ہوئی، زمانہ ختم نہ ہوا، آج پندرہویں صدی کے بھی 35 سال کے قریب گذر چکے ہیں، ہر صدی کے سر پر مجدد آنے کی جو حدیث شریف مرزا قادیانی نے پیش کی تھی اس میں ''علی راس کل سنۃ'' یعنی ہر سو سال کے سر پر مجدد آنے کے الفاظ ہیں، یعنی جب جب نئی صدی آتی رہے گی مجدد آتے رہیں گے، حدیث شریف میں یہ نہیں کہ صرف چودھویں صدی تک مجدد آتے رہیں گے اور اس کے بعد یہ سلسلہ ختم ہوجائے گا، تو پندرہویں صدی کا شروع ہونا ہی مرزا قادیانی کے اس دعوے کو غلط ثابت کر گیا کہ وہ اس امت کا آخری مجدد ہے کیونکہ اب حدیث شریف کی رُو سے پندرہویں صدی کا بھی

کوئی نہ کوئی مجدد ہونا ضروری ہے، جب مرزا کا آخری مجدد ہونے کا دعویٰ غلط ثابت ہوا تو چونکہ اس نے خود لکھا تھا کہ ''آخری مجدد مسیح موعود'' کو ہونا ہے تو اس کا مسیح موعود ہونے کا دعویٰ بھی جھوٹا نکلا۔

## مرزا قادیانی کی ایک اور قلابازی

محترم قارئین! آپ یہ جان کر حیران ہوں گے کہ اپنے آپ کو ''آخری مجدد'' لکھنے والے مرزا قادیانی سے مورخہ 29 ستمبر 1905 کو سوال ہوا کہ ''کیا آپ کے بعد بھی مجدد آئے گا؟'' تو مرزا نے جو جواب دیا وہ پڑھیں اور مرزا کی ذہنی حالت کا اندازہ لگائیں، مرزا نے کہا:

''اس میں کیا ہرج (حرج۔ناقل) ہے کہ میرے بعد بھی کوئی مجدد آ جاوے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت ختم ہو چکی تھی اس لئے مسیح علیہ السلام پر آپ کے خلفاء کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ قیامت تک ہے اس لئے اس میں قیامت تک ہی مجددین آتے رہیں گے، اگر قیامت نے فنا کرنے سے چھوڑا تو کچھ شک نہیں کہ کوئی اور بھی آ جائے گا۔'' (ملفوظات، جلد 4، صفحہ 452)

لیجئے! مرزا قادیانی نے خود ہی اپنے مسیح موعود ہونے کے دعوے کو جھوٹا قرار دے دیا، کیونکہ وہ لکھ چکا تھا کہ مسیح موعود نے اس امت کا آخری مجدد ہونا ہے، اور یہاں وہ کہہ رہا ہے کہ میرے بعد بھی قیامت تک مجددین آتے رہیں گے تو ظاہر ہے مرزا قادیانی آخری مجدد نہ ہوا، جب آخری مجدد نہ ہوا تو مسیح موعود نہ ہوا، پھر کیا ہوا؟ فیصلہ قارئین خود کر لیں۔

## مرزا قادیانی کی خیالی منطق

یہاں یہ بات آپ کے لئے دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ مرزا قادیانی نے بار بار اپنی یہ خیالی منطق پیش کی ہے کہ جن احادیث میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے نزول کی خبر اور دوسری علامات بیان ہوئی ہیں وہ سب استعارے ہیں، ان احادیث کو ظاہر پر محمول کرنا بے وقوفی ہے، پھر اس نے نزول سے مراد پیدا ہونا، دمشق سے مراد قادیان، زردی مائل چادروں سے مراد اپنی بیماریاں، کسر صلیب سے مراد عیسائی پادریوں کے ساتھ مناظرے، باب لُد سے مراد لدھیانہ، دجال سے مراد ایک گروہ لیا، لیکن دو چیزیں اس نے خود احادیث سے ظاہری ہی لیں، ایک مسیح اور دوسرا سفید منارہ جس کے بارے میں حدیث میں ہے کہ حضرت مسیحؑ سفید منارے کے پاس نازل ہوں گے، مرزا نے مسیح سے مراد اپنی شخصیت لی کوئی گروہ نہیں لیا، اور منارہ تو خود اپنے پیدا ہونے کے کئی سال بعد چندہ اکٹھا کر کے قادیان میں بنوانا شروع کیا، مرزائی ''مسیح موعود'' کی موت ہوگئی لیکن منارہ ابھی زیر تعمیر تھا، یہ دوسرے مرزائی خلیفہ مرزا محمود کے وقت سنہ 1916 میں مکمل ہوا، یہ بات آج تک ہم نہیں سمجھ سکے کہ مرزا نے منارہ ظاہری کیوں مراد لیا؟ اور مسیح سے مراد ایک شخصیت کیوں لی؟ کیا یہ تاویل نہیں ہو سکتی تھی کہ جیسے دجال برائی کا نمائندہ ایک گروہ، ایسے ہی مسیح سے مراد اچھائی کا نمائندہ ایک گروہ؟، پھر اگر منارہ بھی ظاہری لینا تھا تو حدیث میں تو یہ ہے کہ حضرت مسیح سفید منارہ کے پاس نازل ہوں گے، یعنی منارہ کا وجود آپ کے نزول سے پہلے ہونا معلوم ہوتا ہے، مرزا نے نزول سے مراد پیدا ہونا لیا لیکن منارہ بعد میں کیوں بنوایا؟ اس کی کوئی معقول وجہ ہمارے خیال میں نہیں آئی، شاید مرزا قادیانی کا کوئی امتی اس راز سے پردہ اٹھادے۔ (جاری ہے)

## قضا نمازیں

بہت سے لوگ نفلوں کا اہتمام کرتے ہیں اور برس ہا برس کی قضا نمازیں ان کے ذمہ ہیں ان کو ادا نہیں کرتے یہ بہت بڑی بھول ہے۔ نفلوں اور غیر موکدہ سنتوں کی جگہ بھی قضا نمازیں ہی پڑھ لیا کریں اور ان کے علاوہ بھی قضا نمازوں کے لئے وقت نکالیں، اگر پوری قضا نمازوں کے ادا کئے بغیر موت آ گئی تو مواخذہ کا سخت خطرہ ہے۔

جب نمازوں کی تعداد کا بہت احتیاط کے ساتھ اندازہ لگا لیا تو چونکہ ہر نماز کثیر تعداد میں ہے اور دن تاریخ یاد نہیں، اس لئے حضراتِ فقہاء کرام نے آسانی کے لئے یہ طریقہ بتایا ہے کہ جب بھی کوئی نماز پڑھنے لگے تو یوں نیت کر لیا کرے کہ میرے ذمہ مثلاً: ظہر کی جو سب سے پہلی فرض نماز ہے، اس کو اللہ کے لئے ادا کرتا ہوں، جب بھی نماز ظہر ادا کرنے لگے اسی طرح نیت کر لیا کرے اور دیگر نمازوں میں بھی اسی طرح نیت کرے ایسا کرنے سے ترتیب قائم رہے گی، کیونکہ اگر کسی کے ذمہ ظہر کی ایک ہزار نمازیں قضا تھیں تو ہزارویں نماز (ابتداً کی جانب) سب سے پہلی نماز تھی اور اس کے پڑھنے کے بعد اس کے بعد والی سب سے پہلی ہوگی اور جب تیسری بھی پڑھ لی جائے گی تو اس کے بعد والی سب سے پہلے ہوگی، اس کو خوب سمجھ لو!!

مولانا عاشق الٰہی بلند شہریؒ

# مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

| نمبر شمار | نام کتاب | مصنف | صفحات | رعائتی قیمت |
|---|---|---|---|---|
| 1 | قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ | پروفیسر محمد الیاس برنیؒ | 1129 | 350 |
| 2 | رئیس قادیان | ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ | 672 | 200 |
| 3 | ائمہ تلبیس | ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ | 752 | 200 |
| 4 | تحفہ قادیانیت (چھ جلدیں) | حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ | 3240 | 1000 |
| 5 | فتاوی ختم نبوت (تین جلدیں) | مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ | 1644 | 1000 |
| 6 | محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 1 | متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل | 480 | 200 |
| 7 | محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 2 | متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل | 528 | 200 |
| 8 | محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 3 | متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل | 572 | 200 |
| 9 | محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 4 | متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل | 544 | 200 |
| 10 | محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 5 | متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل | 528 | 200 |
| 11 | محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 6 | متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل | 552 | 200 |
| 12 | محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 7 | متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل | 440 | 200 |
| 13 | محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 8 | متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل | | 200 |
| 14 | قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ (5 جلدیں) | حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب | 2952 | 800 |
| 15 | قادیانی شبہات کے جوابات (کامل) | حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب | 688 | 300 |
| 16 | چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ (تین جلدیں) | حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب | 1672 | 500 |
| 17 | آئینہ قادیانیت | حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب | 216 | 100 |
| 18 | ایک ہفتہ شیخ الہندؒ کے دیس میں | حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب | 192 | 100 |
| 19 | تذکرہ حکیم العصرؒ (مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ) | حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب | 376 | 100 |
| 20 | لولاک کا خواجہ خواجگانؒ نمبر | عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان | 1008 | 300 |
| 21 | قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے | جناب محمد متین خالد صاحب | 296 | 100 |
| 22 | مشاہیر کے خطبات ختم نبوت | جناب صلاح الدین بی، اے ٹیکسلا | 312 | 100 |
| 23 | قادیانی تفاسیر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ | ڈاکٹر محمد عمران | 352 | 200 |

نوٹ:...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی ادارہ ہے۔ تبلیغ کے نقطہ نظر سے تقریباً لاگت پر کتب مہیا کی جاتی ہیں۔

ملنے کا پتہ: مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان فون: 061-4583486